U0721

از دفتر امامیہ مشن - حسین آباد - لکھنؤ

مناظرہ وکلام
۱۰۲

امامیہ مشن لکھنؤ کا چھٹا تبلیغی رسالہ

اتحادِ فریقین

قیمت ۴ر

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ





تحفۃ الفریقین

مصنفہ

عمدۃ المتکلمین مولانا محمد بشیر صاحب ممتاز الافاضل

واعظ مدرسۃ الواعظین

امامیہ مشن لکھنؤ کی چھٹی تبلیغی خدمت

بغرض اتحاد فرق اسلام

اس سے قبل پانچ رسالے "قاتلان حسینؑ کا مذہب" (جسکا اب تیسرا اڈیشن زیر طباعت ہے) "تحریف قرآن کی حقیقت" (جسکا اب دوسرا اڈیشن زیر طباعت ہے) "مولود کعبہ" "وجود حجت" اور "اصول دین اور قرآن" شایع کیے جا چکے ہین اور اب یہ چھٹا رسالہ مسلمانان عالم کے سامنے پیش کرتے ہوئے امید کرتے ہین کہ وہ نظر انصاف سے اسکا مطالعہ کرین اور اگر انھون نے ایسا کیا تو امت محمدیہ کے باہمی تمام اختلافات مٹ کر ایک ایسے نقطہ کا پتہ چل سکیگا جس پر تمام اسلامی جماعتین اپنے اپنے روایات کے مطابق مجتمع ہو سکین

ہمکو یقین ہے کہ افراد قوم اس رسالہ کی بھی زائد سے زائد تعداد خرید فرما کر غیر شیعہ حضرات مین تقسیم کر کے عند اللہ و عند الرسولؐ ماجور ہونگے فقط

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ

جنرل سکریٹری امامیہ مشن

لکھنؤ

نذرِ عقیدت

مین اپنی یہ حقیر و ناچیز خدمت باخلاصِ قلب اپنے اوستاد علّام حامی وسرپرست امامیہ مشن عالیجناب سید العلماء مولانا سیّد علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر دام ظلہ کی خدمت سامی مرتبت مین پیش کرتا ہوں اور بکمال فخر جناب ممدوح کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ناچیز

محمد بشیر

۶۳۹۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی توحد بالعز والبقاء وتفرد بالجبروت والکبریاء کلما وقب لیل وغسق والصلوۃ علی محمد سید المرسلین و الانبیاء وآلہ الذین اتحدوا بنورہ الالٰہی الوضاء کلما لاح نجم وخفق اما بعد۔ موجودہ زمانہ مین جبکہ تمام اقوام مین اتحاد کی زبردست کوششین ہو رہی ہین اور ہر گروہ کو حسب ضرورت وقت اس کا احساس ہو رہا ہے تو پھر اسلام مین کیون نہ اتحاد کی سعی کی جائے جس کے بتائے ہوئے راستے اور پہچنوائے ہوئے طریقے سالکین کے لئے تہذیب اخلاق و تدبیر منزل و سیاست مدن کے ذمہ دار ہین اسی کے بہترین تعلیمات کا ایک نمونہ آیۂ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا (پ ۴۔ ع ۲) بھی ہے یعنی اے لوگو اللہ کی رسی کو تم سب مل کر مضبوط پکڑ لو اور آپس مین فرقہ بندیان کر کے پھوٹ نہ ڈالو۔ یہ ایک ایسی اہم تعلیم ہے کہ اگر اس پر عمل کیا جائے اور حبل اللہ سے

تمام مدعیانِ اسلام یکسان بلاتفرقہ متمسک ہو جائین تو کبھی اختلاف
کی بو نہ آئے کہ جوار تقائے ملی اور نشر و اشاعت اسلام حقیقی کیلئے ایک
قوی مانع ہے اور دراصل ہم مین جو تمدنی و معاشرتی کمزوریان زیادہ
تر پائی جاتی ہین اونکا ایک بڑا سبب مذہبی اختلاف و فرقہ بندی
ہے لہذا سب سے پہلے ضرورت ہے کہ اس اختلاف کی دیوارون کو
منہدم کردیا جائے جو سد راہ اتحاد اور اصل اصول تفرقہ ہیں بنا برین
مین باوجود مشاغل تحصیل اس خدمت کے انجام دینے کے لئے تیار
ہوتا ہون اگرچہ اس مطلب مین بھی اسلاف کو شرف تقدم حاصل ہے
مگر اسکے متفرق اجزاء کا مجتمع کرنا اور سہو ونسیان کے پڑے ہوئے
پردون کو ہٹانا ایک ایسا فریضہ ہے کہ کسی طرح نظرانداز کرنے کے
قابل نہین اسی اتحادی جذبہ اور مذہبی فریضہ نے مجھے اس مطلب
کی طرف زیادہ تر آمادہ کیا ہے خدا میری مدد کرے اور اس خدمت
کو قبول فرمائے۔

برادران اسلام ہمارے سچے مذہب اسلام کے دو ہی فرقے
بڑے سمجھے جاتے ہین ایک **شیعہ** دوسرا سُنی لیکن دونو فرقے
کفر کے مقابلہ مین یکسان ہین کفار ہمین ایک نظر سے دیکھتے ہین اور
یہ واقعہ ہے کہ ہمارا خدا ایک ہمارا رسول ایک ہمارا قرآن ایک

ہمارا قبلہ ایک باوجود اس کے پھر اگر غیر مسلم فرقے ہمین دیکھتے ہین
کہ ہم لوگ آپس مین منافرت رکھتے ہین تو انھین اعتراض کا بہت
کافی موقع ملتا ہے اور کسی غیر مسلم کو ان اختلافات پر نظر کرتے ہوئے
دائرۂ اسلام مین داخل ہوتے ہوئے نہایت گھبراہٹ پیدا ہوتی ہے
لہذا ہمین چاہیئے کہ ایک نقطہ پر جمع ہوجائین کیونکہ جب ہمارا خدا و
پیغمبر و کتاب وغیرہ سب ایک ہین تو یہ وحشیانہ تنافر و تعصب نہایت
قابل ملامت ہے اور یہ ہم مین بہت بڑی کمزوری بلکہ نشر و اشاعت
اسلام مین رکاوٹ کا بڑا سبب ہے۔

یہ مانا کہ ہم اپنے اپنے رہبرون کے تابع ہین اور اُنکے اقوال و
احادیث کی پیروی ہمارا فریضہ ہے مگر جب ہمارے پیشوایان دین
و ہادیان شریعت کی ایسی بھی صحیح و معتبر حدیثین موجود ہین کہ اگر ان پر
عمل کرین تو ہمارا طرز عمل متحد ہوجائے اور کوئی اختلاف شیعہ و سُنی
باقی نہ رہے تو یہ ہمارا اسلامی فرض ہے کہ رفع اختلاف کی حتی الامکان
کوشش کرین اور سب برادران اسلام آپس مین شیر و شکر ہوجائین
تاکہ غیرون کو نہ تمسخر و اعتراض کا موقع ملے اور نہ دائرہ اسلام مین
داخل ہوتے وقت کوئی اضطراب پیدا ہو اسی بناء پر اس مختصر مگر مفید
رسالہ مین علمائے اہلسنت کے اقوال اور ائمہ اربعہ کی احادیث تحریر

کرتا ہون اور مستدعی ہوں کہ اسکو نظر انصاف و توجہ سے ملاحظ فرماکر حقیر کو دعائے خیر سے یاد کرینگے۔

آخر مقدمہ مین اتنا اور عرض کر دینا ضروری ہے کہ اہل سنت مین چار امام مفتی تسلیم کیئے گئے ہین امام شافعی و امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام احمد بن حنبل اور اونکا یہ متفقہ عقیدہ ہے کہ ان چارون مین سے جس امام کی اقتدا کرلوگے حق پر ہوگے اور ہدایت پاؤگے اور تمھارا عمل صحیح و درست ہوگا۔ لہذا اگر بعض مسائل مین ایک امام کی پیروی اور بعض دیگر مین دوسرے امام کی پیروی کی جائیگی تو ہدایت ہاتھ سے نہ جائیگی عمل صحیح ہوگا اور اتحاد کی بے نظیر مثال قائم ہوجائیگی لہذا تابعین امام مالک یہ نہ فرمائین کہ یہ امام ابوحنیفہ کے فتوے ہین اور اسی طرح حنفی حضرات یہ نہ عذر کریں کہ یہ مسائل امام مالک وغیرہ کے ہین کیونکہ جس امام کی پیروی کرلوگے ہدایت پر رہوگے اور عمل درست ہو جائے گا۔

اب مین اُن مسائل کو لکھتا ہون جو شیعہ و سُنی مین باعث اختلاف و افتراق ہین تاکہ برادران اسلام اس غلطی سے محفوظ رہین کہ یہ مسائل فرقہ شیعہ کے ساتھ خاص ہین بلکہ ان کو اسلام حقیقی کے مسائل تصور فرمائین۔

توحید

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ صفات خدا عین ذات خدا ہین یعنی جو آثار
صفات کی طرف مستند ہوتے ہین وہ تمام آثار اوسکی ذات سے صادر
ہوتے ہین اونکا منشا نفس ذات الٰہی ہے انہی صفات کو صفات ذاتیہ
کہتے ہین یہ صفات اوسکی ذات سے جدا اور زائد بر ذات نہین ہین۔

محققین حضرات اہل سنت بھی اس عقیدہ مین متحد ہین چنانچہ جناب
شیخ شیوخ زمن افضل المحققین مولانا محمد فضل حق صاحب اپنی کتاب
افضل التحقیقات فی مسئلۃ الصفات صفحہ ۶ و ۷ مین حواشی شرح عقاید
عضدیہ سے فاضل لاہوری کا قول نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہین ملاحظہ ہو

وھو صریح فی انّ صفاتہ تعالیٰ
عندنا معاشر الحنفیۃ نفس
ذاتہ تعالیٰ والقول بزیادۃ
الصفات باطل بالیقین وھذا
مما یحکم ببطلانہ الضرورۃ
الغیر المکذوبۃ ولا یجترء علی
التفوہ بہ الا من ھو مئوف

تقریر فاضل لاہوری اس بات
کی واضح دلیل ہے کہ ہمارے فرقۂ حنفی کے نزدیک
مین صفات خدا عین ذات ہین اور
اسکی صفتون کو زائد بر ذات ماننا
یقیناً باطل ہے اور اسکا باطل ہونا ایسا
ظاہر و واضح ہے کہ کسی طرح قابل انکار نہین
اور سوائے دیوانہ کے کوئی شخص ایسی بات کہے

القويمة فاذن يجب عليك ان	نکالنے کی جرأت نہین کرسکتا پس
تومن بان نفس ذاته تعالی فی	تم پر واجب ہر کہ صفات خدا کی عین
حد نفسها مستجمعة لجملة	ذات ہونے پر ایمان لاؤ" اور یہ جو ہمنے
الکمالات وهذا التقریر الدلیل	صفات خدا کو عین ذات ثابت کرنے
علی اثبات عینیة الصفات	پر اور زائد بر ذات ہونے کے ابطال
وابطال زیادتها علی الوجه	مین دلیل بیان کی ہی بالکل جدید عنوان
الجدید والنهج السدید۔	اور مضبوط طریقہ کی دلیل ہے۔

نیز جناب شیخ اکبر حضرت محیی الدین ابن عربی مسلم الثبوت عالم کامل اپنی کتاب فتوحات مکیہ باب ۵۶ مین تحریر فرماتے ہین جسکو حضرت قطب ربانی شیخ عبد الوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر جلد اول مین نقل فرمایا ہے۔

قال الشیخ محیی الدین بل هو الله	خداوند عالم بذات خود عالم و
العالم القادر الخبیر کل ذلك	قادر و خبیر ہو اوسکے صفات اسکی ذات کی
بذاته لا بامر زائد علیها اذ لو کان	غیر اور زائد بر ذات نہین ہین بلکہ عین
بامر زائد علی ذاته وهی صفات	ذات ہین کیونکہ اگر خدا کی صفتین جو کمال
کمال لایکون کمال الذات الا	کی صفتین ہین اسکی ذات پر زائد مانی جائینگی
بها لکان کماله تعالی بشیٔ زائد	تو لازم آئے گا کہ ذات خدا اپنے کمال

علی ذاتہ والصفت ذاتہ تعالیٰ بالنقص والفقر تعالیٰ اللّٰہ عن ذلک (ثم قال بعید ذلک) فہذا الذی دعا بعض المتکلمین ان یقول فی صفات الحق تعالیٰ انہا غیرہ فاخطأ طریق الصواب

مین غیر کی محتاج ہو حالانکہ خدا کی ذات ہر احتیاج ونقص سے بری ہے" اسکے کچھ بعد جناب شیخ الاکبر فرماتے ہین" جن لوگون نے صفات خدا کو اوسکی ذات کا غیر مانا ہے وہ لوگ غلط راستہ پر ہین اور خطا کے مرتکب ہین۔

(دیدار خدا)

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ خدا کا دیدار ناممکن ہے ہم اپنی آنکھون سے خدا کو کبھی نہین دیکھ سکتے ہان دل کی آنکھون سے دیکھتے ہین جیسا کہ حضرت سید الموحدین امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہین کہ ہم نے خدا کی عبادت اوسکو دیکھکر کی ہے لیکن ان آنکھون سے نہین بلکہ دل کی آنکھون سے یعنی علم کے ذریعہ سے خدا کو پہچانتے ہین اور حشر میں بھی علم ہی ہوگا آنکھون سے نہین دیکھینگے۔

اجلہ علمائے اہل سنت بھی اس عقیدہ مین متحد ہین۔ چنانچہ جناب علامۂ تفتازانی اور جناب امام رازی اور جناب فضل بن روزبہان قائل

ہین کہ دیدار سے مراد علم خاص ہے اور شیعہ و سنی مین دیدار کے متعلق جو کچھ اختلاف ہے وہ محض لفظی اختلاف ہے ورنہ مطلب دونو فریق کا ایک ہی ہے ملاحظہ ہو ابطال الباطل مطلب اول بحث ہفتم۔

فعلی هذا یکون الرویة علما خاصا فظهر اتفاق الفریقین علی ان رویة الله التی دلت علیه الاحادیث هی العلم الخاص	ہماری تحقیق کی بناء پر دیدار خدا سے مراد علم خاص ہے پس شیعہ و سنی کا اتفاق اس مسئلہ مین بالکل واضح ہے کہ دیدار خدا جن احادیث مین پایا جاتا ہے اوس سے مراد علم خاص ہے۔

جناب فضل بن روزبہان نے اس مطلب کو لکھنے کے بعد دعوائے تفرد کیا ہے اور مقام فخر مین بیان کیا ہے کہ ہمارا بھی عقیدہ اس مسئلہ مین وہی ہے جو فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہے فقط لفظی اختلاف ہے ورنہ مطلب مین فریقین متفق ہین مگر انکا یہ فخر بالکل بے جا اور دعوائے تفرد بالکل مہمل ہے کیونکہ علامہ تفتازانی اور امام فخر الدین رازی ان کے قبل اس مطلب کو لکھ چکے ہین۔

نیز صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۶۸ سطر ۴ مطبوعہ مصر۔

عن عائشة قالت من حدثك ان محمدا رای ربه فقد کذب	جناب عائشہ سے مروی ہو کہ انھون نے مسروق سے فرمایا کہ جو شخص تجھ سے بیان کرے

وھو یقول لا تدرکہ الابصار وھو   کہ رسول اللہ صلعم نے خدا کو دیکھا وہ یقیناً
یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر   جھوٹا ہی اور خدا کو کیونکر کوئی دیکھ سکتا
ہے حالانکہ وہ ارشاد فرماتا ہی کہ کوئی نگاہ خدا کو نہین دیکھ سکتی اور وہ سب نگاہون
کو دیکھتا ہی جس آیت سے حضرت ام المومنین نے استدلال کیا ہے وہ مطلق ہی اوس مین دنیا
و آخرت کسی مکان یا زمانہ کی قید نہین ہی لہذا دنیا مین دیکھ سکتے ہین نہ آخرت مین۔

(بداء)

فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ بداء حق ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم چونکہ ہر شے کا عالم اور ہر شے پر قادر ہے لہذا حسب مصلحت معین کردہ امور مین تغیر و تبدل کر دیتا ہے اور انبیاء علیہم السلام کو بسا اوقات بعض امور کے مقدر ہونے کا تو علم ہوتا ہے مگر حسب مصلحت متغیر ہونے کا علم حاصل نہین ہوتا یا علم تو ہوتا ہے مگر اُسکے ظاہر کرنے کا حکم نہین ہوتا یعنے خداوند عالم فاعل مختار ہے جس وقت کسی شے کے پیدا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اوسکو عدم سے وجود مین لے آتا ہے بعد ازان جس وقت اُسکے معدوم کرنے مین مصلحت دیکھتا ہی تو اوسکو معدوم کر دیتا ہے اور اُسکی جگہ پر حسب ضرورت دوسری شے کو پیدا کر دیتا ہے اسی طرح جب کسی امر کے بجا لانے مین مصلحت ہوتی ہے تو اُسکے بجا لانے کا حکم صادر فرما دیتا ہے

اور جب اوس کے بجا لانے مین کوئی خرابی ہوتی ہے تو اوس سے روکدیتا ہو جیسے قبلہ کا بدل دینا شریعتون کا منسوخ کردینا وغیرہ پس جو شخص کہ خدا کو فاعل مختار مانتا ہے اور اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ خدا جو چاہے کرے جس شے کی جگہ پر چاہے دوسری شے کو پیدا کردے اور جس کو چاہے مقدم کردے اور جس کو چاہے مؤخر کردے اور جس کا چاہے حکم دے اور جس سے چاہے روکدے پس اوس شخص نے بداء کا اقرار کیا کیونکہ بداء کے معنی یہی ہین

بداء و نسخ کی ایک ہی صورت ہے بس فرق اسقدر ہے کہ نسخ تشریع مین ہوتا ہے جیسے بیت مقدس کو قبلہ قرار دینے سے روکدینا اور کعبہ کو قبلہ بنانے کا حکم دیدینا اور بداء تکوین مین ہوتا ہے جیسے کسی کی عمر زائد کردینا کسی کی کم کردینا وغیرہ۔

بداء مین شیعہ اسلئے زائد زور دیتے ہین کہ اس سے اُن کافرون کی رد ہوتی ہے جو اس بات کے قائل ہین کہ خدا کو جو کچھ کرنا تھا وہ کرچکا اب وہ ہر ایک امر سے فارغ ہے اوسکو اب کوئی اختیار نہین ہے جیسا کہ یہودیون کا خیال ہے نیز اُن لوگون کی رد مقصود ہے جو کہتے ہین کہ خدا نے مخلوقات کو ایکمرتبہ پیدا کردیا ہے جیسا کہ بعض معتزلہ اور نظام کا خیال ہے۔

حضرات اہلسنت بھی اس مسئلہ مین متحد ہین چنانچہ امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۲۱ مین ذیل آیۃ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب

پ ۱۳۔ ع ۱۲) تحریر فرماتے ہین کہ اس آیت مین خدا نے اپنا اختیار ظاہر کیا ہے
جس کو وہ چاہے مٹادے اور جس کو چاہے ثابت کردے جسکے لئے چاہے رزق
و عمر زائد کردے اور جس کے لئے چاہے کم کردے اوسکو اختیار ہے جو چاہے کرے
امام رازی فرماتے ہین کہ اس آیت کا یہی مطلب جابر بن عبد اللہ
انصاری صحابی رسولؐ نے حضرت رسول اللہ صلعم سے نقل کیا ہے اور اسی
مطلب کو عمر بن مسعود نے بھی اختیار کیا ہے اور یہ خدا نے اسلئے فرمایا ہے کہ
لوگ دنیا کی طرف متوجہ ہوکر اُسے بھول نہ جائین۔ نیز تفسیر بیضاوی مین اس آیت
کا یہی مطلب قاضی عبد اللہ بن عمر نے لکھا ہے ملاحظہ ہو اسی کتاب کا ص۴۲۷ ان دونو تفسیرون
کی بنا پر یہ بات ثابت ہوگئی کہ خدا ہر شے کی تغیر و تبدل اور محو و اثبات پر قادر ہے
اب یہ بات رہی کہ حسب مصلحت تغیر و تبدیل بھی کر دیتا ہے اور انبیاء
علیہم السلام کو کبھی معلوم ہوتا ہے اور کبھی نہین معلوم ہوتا یہ بھی حضرات اہلسنت
کی کتب معتبرہ مین موجود ہے اور اس کثرت سے پایا جاتا ہے کہ اگر ان تمام واقعات
کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب ہوجائے لہذا بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش
کرتا ہون ملاحظہ ہو تفسیر بیضاوی ص۳۶۵ تاریخ روضۃ الصفا جلد اول ص۱۱۹
جب جناب یونس نبی علیہ السلام اپنی قوم سے عاجز ہوگئے تو اپنی قوم پر
نزول عذاب کی دعا کی پس جب حضرت یونس نے قبول دعا کے آثار دیکھ لئے
تو اپنی قوم سے فرمایا ان العذاب یاتیکم بعد ثلثۃ ایام یعنی اے قوم تمپر

تین دن کے بعد عذاب آجائے گا یہ کہا اور اپنی قوم سے جدا ہو کر ایک پہاڑ کی طرف چلے گئے پس جب قوم یونس سے عذاب قریب ہو گیا اور اس قدر قریب ہو گیا کہ ابر سیاہ اور دھوئین کی وجہ سے راہین تاریک ہو گئین اور اُن لوگون نے یہ سمجھ لیا کہ یونس کی دعا قبول ہو گئی اب ہم ہلاک ہو جائین گے کیونکہ یونس وعدہ کر گئے ہین کہ عذاب تین دن مین آجائیگا پس اُنھون نے یونس کو تلاش کیا مگر نہ پایا تو ایک صحرا مین اپنی بیبیون اور بچون کو لیکر نکل پڑے اور دودھ پیتے بچون کو اونکی ماؤن سے علیحدہ کر دیا اور گڑگڑا کر خدا کی درگاہ مین دعا کی اور اپنے گناہون سے توبہ کی پس حق سبحانہ وتعالیٰ نے اونپر رحم کیا اور فرشتون کی سفارش سے عذاب کو برطرف کر دیا۔ پس جب حضرت یونس کو عذاب برطرف ہونے کی اطلاع ہوئی تو یونس اپنی قوم مین اس خیال سے نہین گئے کہ اونکی قوم اونھین جھوٹا کہے گی۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ خدا نے حسب مصلحت تغیر کر دیا جس کا علم حضرت یونس نبی کو نہ تھا اسی لئے وہ اپنی قوم مین جاتے ہوئے ڈرے کہ قوم انھین جھوٹا کہے گی پس معلوم ہوا کہ خدا ہر شئے پر قادر ہے اور ہر شئے کا عالم ہے اور حسب مصلحت جس مین چاہتا ہے تغیر کر دیتا ہے جس کا علم بسا اوقات نبی کو بھی نہین ہوتا اسی کو بدا کہتے ہین۔

عدل

فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ خداوند عالم عادل ہے اور اسکے معنی یہ ہین کہ خدا کبھی فعل قبیح (برا فعل) نہین کرتا۔ اور ایسے فعل کو کبھی ترک نہین کرتا کہ جس کا ترک کرنا قابل مذمت ہو اور وجہ اسکی یہ ہے کہ فعل قبیح وہ شخص کرتا ہی کہ جو یا مجبور ہو یا اوس فعل قبیح کی احتیاج رکھتا ہو یا اُسکی برائی سے واقف نہو اور خداوند عالم نہ مجبور ہے نہ محتاج ہے نہ جاہل ہے بلکہ ہر شے پر قادر و مختار ہی اور ہر شے کی اچھائی برائی سے واقف ہی لہذا اوس سے کبھی فعل قبیح صادر نہین ہوسکتا اور نہ کبھی ایسا فعل ترک ہوسکتا ہے کہ جسکے ترک مین مذمت ہو کیونکہ اوسکے لئے کوئی مانع نہین ہی جو اسکو ترک پر مجبور کرے درصورتیکہ اوس کے کرنے مین مصلحت موجود ہی جو داعی فعل ہی۔

پس اگر خدا سے فعل قبیح کا صادر ہونا درست ہوگا تو جنت و نار و وعدہ و وعید پر ہرگز وثوق نہ رہیگا کیونکہ اس صورت مین ممکن ہوگا کہ اوسنے دروغ بیانی سے کام لیا ہو اور سب سے زائد خرابی یہ لازم آئے گی کہ یا تو خدا معاذ اللہ جاہل تھا کہ اُسکی برائی سے ناواقف ہونے کی وجہ سے فعل قبیح کیا یا اوسکی طرف احتیاج تھی یا اوسکو باوجود برائی معلوم ہونے کی اُسکے ترک پر قدرت نہ تھی مجبور تھا حالانکہ خداوند عالم ان تمام برائیون سے پاک و منزہ ہے

پس معلوم ہوا کہ اُس سے کبھی کوئی بُرا فعل صادر نہین ہو سکتا اسی کو حضرات شیعہ عدل کہتے ہین۔

حضرات اہلسنت کو بھی اس عقیدہ مین اختلاف کی کوئی وجہ نہین اسلئے کہ قرآن مجید مین جو تمام مسلمانون کی مشترک کتاب آسمانی ہے یہ آیت موجود ہے۔ الذی احسن کل شئی خلقہ (پ ۲۱ سورۂ سجدہ رکوع ۱۴) یعنی وہ وہ خدا ہے کہ جس شے کو بھی اوس نے پیدا کیا ہے حسن وخوبی کیساتھ پیدا کیا ہے معلوم ہوا کہ وہ فعل حسن کرتا ہے فعل قبیح نہیں کرتا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۴ کل ذلك کان سیئہ عند ربك مکروھا یعنی جو کام بھی بُرے ہیں وہ تمھارے پروردگار کے نزدیک مکروہ و ناپسندیدہ ہین معلوم ہوا کہ وہ افعال قبیحہ کو پسند نہین کرتا۔

تیسرے مقام پر صاف صاف اپنا عادل ہونا بیان کر دیا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائما بالقسط لا الہ الا ھو العزیز الحکیم ان الدین عند اللہ الاسلام (پارہ ۳ سورۂ آل عمران رکوع ۱۰) یعنی خود خدا اور ملائکہ اور تمام صاحبان علم گواہ ہین کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہین اور وہ صفت عدل والا ہے اوسکے سوا کوئی معبود نہین

وہی غالب اور حکمت والا ہے خدا کے نزدیک اسلام ہی سچا دین ہے۔

اس آیت کی تفسیر مین حضرت الامام العلامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری تحریر فرماتے ہین ملاحظہ ہو تفسیر کشاف جلد اول صـ ۱۹۳ مطبوعہ کلکتہ۔

ان قوله لا اله الا هو توحيد وقوله قائما بالقسط تعديل فاذا اردفه قوله ان الدين عند الله الاسلام فقد اذن ان الاسلام هو العدل والتوحيد وهو الدين عند الله وما عداه فليس عنده فی شیء من الدين۔

تحقیق کہ خدا نے لا اله الا هو سے اپنی توحید بیان کی ہے اور قائما بالقسط سے اپنا عدل بیان کیا ہے اور اسکے بعد ہی ان الدین عند الله الاسلام کہا ہے جس کا بلاشبہہ مطلب یہ ہے کہ اسلام توحید و عدل ہے اور یہی خدا کے نزدیک سچا دین ہے اور اس کے علاوہ جو دین ہے وہ باطل ہے۔

تفسیر کشاف کے علاوہ دیگر تفاسیر مین بھی یہ مطلب موجود ہے انکی عبارتین نقل کرنے مین بہت طول ہو جائیگا۔ اِس لئے حوالہ پر اکتفا کی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

تفسیر لباب التاویل جلد اول صـ ۲۷۷ مطبوعہ مصر تفسیر معالم التنزیل

برحاشیۂ لباب التاویل جلد اول صفحہ ۲۷۷ مطبوع مصر تنویر المقباس تفسیر عبداللہ بن عباس برحاشیۂ درمنثور جلد اول صفحہ ۱۶۰ مطبوع مصر تفسیر درمنثور جلد دوم صفحہ ۱۲ مطبوع مصر تفسیر بیضاوی جلد اول صفحہ ۱۳۲ مطبوع نولکشور۔ اسکے علاوہ اگر مفصل اس مطلب کو دیکھنا ہو تو رسالۂ روح الایمان بجواب عبقات الایمان مصنفہ حقیر ملاحظہ کیجئے جو دفتر الواعظ لکھنؤ سے مل سکتا ہے۔

(خیر و شر)

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہی کہ خداوند عالم جو کچھ کرتا ہے خیر ہی کرتا ہی کبھی اُس سے شر نہین صادر ہو سکتا کیونکہ شر بری شے ہے اور خدا ہر برائی سے پاک ہے لہذا اوس سے کبھی شر صادر نہین ہوگا بلکہ ہمیشہ خیر ہی ہوگا پس اگر اُس سے شر کا ہونا درست ہوگا تو یا وہ محتاج ہو جائیگا یا مجبور ہو جائیگا یا اوسکا جاہل ہونا لازم آئے گا جیسا کہ مبحث عدل مین بیان کیا گیا اور خدا ان تمام برائیوں سے منزہ ہے لہذا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہی کہ وہ شر سے بری و منزہ ہی۔

اکابر حضرات اہلسنت بھی اس عقیدہ مین متحد ہین چنانچہ جناب علامہ قوشجی شرح تجرید کے صفحہ ۳۷۲ پر تحریر فرماتے ہین ذات الباری، ھو الخیر المحض

یعنی ذات باری خیر محض ہے پس جو خیر ہی خیر ہو وہان شر کو کہان راہ مل سکتی
ہے نیز ملاحظہ ہو سنن علامہ نسائی اور صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۶۳ سطر ۲
مطبوعہ نولکشور لبیك وسعدیك والخیر کلہ فی یدیك والشر لیس الیك جناب
رسالت مآب نماز کے قبل ایک طویل دعا پڑھتے تھے اُس کے آخری فقرات
یہ ہین اے میرے پالنے والے مین تیری بندگی کے لئے حاضر ہون اور دین
کی نصرت پر آمادہ ہون تیرے ہاتھ مین کل خیر ہے اور تیری طرف شر کی نسبت
نہین ہو سکتی - نیز پارہ ۱۴ سورہ حجر رکوع ۶ مین ہو وما خلقنا السموات
والارض وما بینھما الا بالحق یعنی ہم نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان دونون
کے درمیان مین ہو بالحق پیدا کیا ہو یعنی جو کچھ بھی ہم نے پیدا کیا ہو حق کے
ساتھ پیدا کیا ہو اور یہ ظاہر ہے کہ شر ہرگز حق نہین ہو لہذا معلوم ہو کہ اُسنے
جو کچھ پیدا کیا ہے شر نہین پیدا کیا ہو بلکہ حق پیدا کیا ہو پس معلوم ہوا کہ شر
خدا کی طرف سے نہین ہو سکتا بلکہ شر بندون کی طرف سے ہے چنانچہ
خداوند عالم پارہ ۳۰ سورۂ زلزال رکوع ۲۴ مین ارشاد فرماتا ہے فمن یعمل
مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی جو شخص ذرہ
برابر بھی خیر (نیکی) کرے گا روز قیامت اوسکو دیکھ لیگا. اور جو شخص ذرہ برابر
شر (بدی) کرے گا وہ بھی روز قیامت اوسکو دیکھ لیگا - اس آیت سے معلوم
ہوا کہ شر بندہ کی طرف سے ہے -

(جبر و تفویض)

فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہی کہ بندے اپنے افعال مین فاعل مختار ہین یعنی اپنے افعال اپنی خواہش و ارادہ سے کرتے ہین خدا نے انھین مجبور نہین کیا ہی کیونکہ اگر اُنکے قبضہ اور اختیار مین کوئی شے نہو اور پھر اُنھین کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم کر دیا جائے تو یہ نہایت بے عقلی کی بات ہو گی۔

اسکے علاوہ اگر بندے فاعل مختار نہون اور ہر ایک کام کا فاعل خدا ہی ہو تو لازم آئے گا کہ چوری شراب خواری دروغگوئی وغیرہ تمام بُرے کام خدا ہی سے سرزد ہون اور باوجود اسکے پھر ان افعال پر بندون کے لئے طرح طرح کی سزائین تجویز کرنا یقیناً بے گناہون کو سزا دینا ہے جو ظلم ہے حالانکہ خدا ہر برائی اور ظلم سے بری ہے پس معلوم ہوا کہ بندے فاعل مختار ہین۔ ہان اتنا ضرور ہے کہ بعض امور اُنکے قدرت و اختیار سے خارج ہین مثلاً عمر کا کم یا زائد ہونا رنگ کا گندمی یا سیاہ ہونا قد کا چھوٹا یا بڑا ہونا وغیرہ مگر خدا نے اِن امور کے متعلق بندون کو کسی قسم کا حکم بھی نہین دیا ہے اور اسی لئے اِن امور پر سزا و جزا بھی نہین ہے یہ عقیدہ اہلسنت کا بھی ہے چنانچہ علامہ قوشجی شرح تجرید کے صہ ۳۸۱ پر تحریر فرماتے ہین۔

لولا استقلال العبد لبطل المدح   اگر بندہ اپنے افعال مین با اختیار

والذم والامر والنهی والثواب	نہو گا بلکہ مجبور ہوگا تو اوسکی مدح اور
والعقاب وفوائد الوعد والوعید	مذمت کرنا اور اوسکو کسی بات کا حکم
وارسال الرسل وانزال الکتب	دینا یا کسی کام سے روکنا اور جزا یا
والفرق بین الکفر والایمان و	سزا دینا اور خوشخبری یا ڈرانا اور انبیاء
الاساءۃ والاحسان وفعل النبی	کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا بالکل
والشیطان وکلمات التسبیح	بے سود و باطل ہو جائیگا اسی طرح
والھذیان	اسکو مجبور مان لینے کے بعد کفر و ایمان

مین فرق کرنا اور نیکی و بدی اور نبی و شیطان کے فعل میں تفرقہ کرنا اور تسبیح خدا اور بیہودہ گوئی مین امتیاز کرنا بالکل غلط و باطل ٹھہرے گا۔ پس معلوم ہوا کہ بندہ اپنے افعال مین با اختیار ہے جو چاہے اپنی قدرت کے موافق کر سکتا ہے خدا نے مجبور نہین کیا ہے۔ نیز خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی پارہ ۳ رکوع ۲ یعنی دین مین جبر و تشدد نہین ہے کیونکہ بلا شک و شبہہ یہ کھلا ہوا سیدھا رستہ ہی جو گمراہی سے بالکل بچا ہوا ہے۔

نیز ارشاد فرماتا ہے فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر پ ۱۵ رکوع ۱۶ جس کا دل چاہے ایمان لائے اور جس کا دل چاہے کافر ہو جائے یعنی خدا نے کسی کو مجبور نہین کیا ہے بلکہ با اختیار پیدا کیا ہے۔

نیز ارشاد فرماتا ہے من عمل صالحا فلنفسہ و من اساء فعلیہا
وما ربک بظلام للعبید پارہ ۲۴ رکوع ۲۰ یعنی جو اچھے کام کرے گا وہ
وہ اپنے نفع کے لئے کرے گا اور جو برے کام کرے گا اوس کا وبال بھی اُسی پر
ہوگا اور تمھارا پروردگار بندون پر ظلم کرنے والا نہین ہے نیز فرماتا ہے اعملوا
ماشئتم انہ بما تعملون بصیر پارہ ۲۴ رکوع ۱۹ یعنی جو تمھارا دل چاہے
کرو خدا تمھارے افعال کو دیکھ رہا ہے۔

نیز اُن لوگون کی مذمت فرماتا ہے جو اپنے کامون کو خدا کی طرف منسوب
کرتے ہین ارشاد فرماتا ہے

فویل للذین یکتبون الکتاب	وائے ہو اُون لوگوں پر جو خود
بایدیھم ثم یقولون ھذا من	اپنے ہاتھون سے کتاب لکھتے ہین
عند اللہ لیشتروا بہ ثمنا قلیلا	اور پھر کہتے ہین کہ یہ خدا کی طرف سے
فویل لھم مما کتبت ایدیھم	ہے تاکہ کچھ قیمت حاصل کرلین پس
و ویل لھم مما یکسبون اپ ع ۹	وائے ہو اُن کے اِس لکھنے پر اور وائے

ہو اُنکے اِس قیمت حاصل کرنے پر۔ ان تمام آیات سے واضح ہوگیا کہ بندہ
فاعل مختار ہے اور جو کچھ نیکی و بدی کرتا ہے یہ خود ہی کرتا ہے خدا نے مجبور
نہین کیا ہے۔

(قضا و قدر)

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ خداوند عالم چونکہ ہر شے کا جاننے والا ہے
اور ہر شے پر قادر ہے لہذا اُس نے حسب مصلحت تمام امور مقدر فرمادیئے
ہین خواہ وہ تکوین سے تعلق رکھتے ہون یا تشریع سے تکوین مین اُس نے
جو کچھ احکام نافذ فرمائے ہین اونھین نہ کوئی بدل سکتا ہے اور نہ کسی قسم کا
اُنمین تغیر دیسکتا ہے وہی حسب مصلحت تبدیلی وتغییر وغیرہ کا مختار ہے یونہی
اوس نے تشریع مین بھی بلحاظ مصالح مکلفین احکام نافذ فرمائے ہین اور
بندون سے چاہا ہے کہ اون احکام پر عمل کرین لیکن بندون کو عمل کرنے
پر مجبور نہین کیا ہے بلکہ ان احکام کو بتا دینے کے بعد اختیار دیدیا ہے۔ کیونکہ
اگر اختیار نہ دیتا تو احکام کا بندون سے متعلق کرنا انبیاء علیہم السلام کا بھیجنا
جزاء وسزا کا دینا سب باطل ہوجاتا جیسا کہ ہم اسکے قبل بیان کرچکے ہین
یہ جو کچھ اُس نے احکام دیئے ہین انکا تغیر وتبدل اُسی کے اختیار مین ہے
بندون سے اسکو کوئی تعلق نہین ہے وہی جب چاہے مصلحت بدل سکتا ہے جیسے
بیت مقدس سے روک کر کعبہ کو قبلہ بنادینا وغیرہ بس وہ قضا و قدر جس کا تعلق
تشریع سے ہے اوسکے معنی یہی ہین کہ خدا نے بندون سے کچھ احکام متعلق کئے
ہین اور اُنھین بتا دینے اور بندون کو اختیار دیدینے کے بعد چاہا ہے کہ وہ

باختیار خود اُنپر عمل کریں تا کہ اُنھیں حسب عمل جزا یا سزا دی جائے۔

اہل سنت کے علماء اس مسئلہ مین بھی متحد نظر آتے ہین چنانچہ علامہ معتزلی شرح نہج البلاغۃ مین اور جناب علامہ قوشجی شرح تجرید مین ایک طولانی حدیث نقل فرماتے ہین جس سے قضا و قدر کے معنی بالکل واضح ہو جاتے ہین ملاحظہ ہو۔

روی اصبغ بن نباتة ان شیخا قام الی علی بن ابی طالب بعد انصرافه من صفین فقال اخبر عن مسیرنا الی الشام کان بقضاء الله وقدره فقال والذی فلق الحبة وبرء النسمة ما وطئنا موطئا ولا هبطنا وادیا و لا علونا تلعة الا بقضاء الله وقدره فقال الشیخ ما اری لی من الاجر شیئا فقال له مه ایها الشیخ عظم الله اجرکم فی مسیرکم وانتم سائرون

اصبغ ابن نباتہ بیان کرتے ہین کہ ایک مرد پیر جنگ صفین کی واپسی کے بعد حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا یا حضرت ہمارے سفر شام کے متعلق بیان فرمائیے کہ کیا یہ ہمارا سفر قضا و قدر الٰہی کے ساتھ ہوا تھا پس حضرت نے فرمایا کہ اُس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور ارواح کو پیدا کیا ہم جس زمین پر بھی چلے اور جس وادی مین قدم رکھا اور جس

وفی منصرفکم وانتم منصرفون
ولم تکونوا فی شیئ من حالاتکم
مکرهین، ولا الیها مضطرین
فقال الشیخ کیف والقضاء والقدر
ساقانا فقال ویحک لعلک
ظننت قضاء حتما وقدرا
لازما ولو کان کذلک لبطل
الثواب والعقاب والوعد
والوعید والامر والنهی ولم یات
ملامة من الله لمذنب ولا
محمدة لمحسن ولم یکن المحسن
اولی بالمدح من المسیئ ولا
المسیئ اولی بالذم من المحسن
تلک مقالة عبدة الاوثان و
جنود الشیطان وشهود الزور
واهل العمی عن الثواب وهم
قدریة هذه الامة ومجوسها

بلندی پر چڑھے یہ سب قضاء و قدر
الٰہی کے ساتھ ہوا پس فوراً ہی
اُس مرد پیر نے کہا کہ یا حضرت جب
قضاء و قدر الٰہی ہی کے ساتھ یہ
سب کچھ ہوا تو پھر ہمارے لئے تو
کوئی اجر رہا نہین حضرت نے فرمایا
اے شیخ خاموش ایسا کبھی نہ کہنا
کیونکہ خداوند عالم نے تمھین اس
سفر کی آمد و رفت کی تکلیفین برداشت
کرنے مین بہت کچھ اجر عطا فرمایا ہی
اور اُس نے کسی بات پر بھی تمھین
مجبور نہین کیا ہے اور نہ تم پر تمھارے
اعمال مین جبر و اکراہ سے کام لیا ہے
بلکہ تمھین مختار کہا ہے پس اوس مرد
پیر نے کہا یا حضرت یہ کیونکر ہو سکتا
ہے جب کہ قضاء و قدر ہی ہمارے
سفر کا باعث ہے حضرت نے فرمایا۔

ان الله تعالى امر تخييرا ونهى
تحذيرا وكلف يسيرا ولم يعص
مغلوبا ولم يطع مكرها ولم
يرسل الرسل الى خلقه عبثا
ولم يخلق السموات والارض
وما بينهما باطلا ذلك ظن
الذين كفروا فويل للذين
كفروا من النار فقال الشيخ
وما القضاء والقدر اللذان
ما سرنا الا بهما فقال هو الامر
من الله والحكم من ذي الحكم
ثم تلا قوله تعالى وقضى ربك
الا تعبدوا الا اياه پ ۱۵ ع ۳

اے شیخ ذرا سنبھل کیا تو قضا و قدر
کا یہ مطلب سمجھا ہو کہ ہمین خدا نے
مجبور کر دیا ہے اگر ایسا ہی ہوتا تو جزا
و سزا خوشخبری اور ڈرانا اور کسی
امر کے فعل و ترک کا حکم دینا اور
گنہگار کی مذمت کرنا اور نیکوکار
کی مدح کرنا اور نیکوکار کی مدح کو
گنہگار کے مقابلہ مین افضل قرار دینا
بالکل باطل ہو جاتا یاد رکھ کہ یہ
بت پرستون کی باتین ہین اور
تابعین شیطان و شاہدین باطل
اور گمراہ لوگون کے یہ اقوال ہین
اور یہی لوگ رہ ہین جو اس امت
کے قدریہ اور مجوس ہین یاد رکھ کہ خداوند عالم نے جو کچھ حکم (از قسم اوامر و نواہی)
دیا ہی ہمین با اختیار بنا کر دیا ہے اور جو کچھ تکلیف دی ہے نہایت آسان و
سہل تکلیف دی ہو اور یہ جو اسکی اطاعت یا نافرمانی کی جاتی ہو بحالت جبر و
اکراہ نہین کی جاتی ہے اور انبیاء و مرسلین کو اس نے بندون کی طرف بیکار

نہین بھیجا ہے اور نہ آسمان و زمین کو باطل پیدا کیا ہے لے شیخ یہ بُرے خیالات اُن لوگون کے ہین جنھون نے کفر اختیار کر لیا ہے پس کفار کیلئے جہنم مین نہایت سخت مقام ہے اُس مرد پیر نے عرض کی یا حضرت پھر اُسکی قضا و قدر کے کیا معنی ہین جسکی وجہ سے ہم نے سفر کیا حضرت نے فرمایا کہ اسکے معنی خدا کا (بندون کے افعال کے متعلق) امر فرمانا اور صاحب حکم کی طرف سے حکم کا نازل ہونا ہین پھر حضرت نے اسکی دلیل مین یہ آیت تلاوت فرمائی وقضی ربك الا تعبدوا الا ایاہ پ ۱۵ - ع ۳ یعنی تمھارے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ اوسکے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

اس حدیث سے جو کتب اہل سنت سے نقل کی گئی ہے بالکل واضح ہو گیا کہ قضا و قدر الٰہی جو بندون کے افعال سے متعلق ہے اوس کے وہی معنی ہین جو فرقہ شیعہ کا اعتقاد ہے۔ نیز خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے واما ثمود فهدينا هم فاستحبوا العمی علی الهدی پ ۲۴ - ع ۱۶ یعنی ہم نے قوم ثمود کو ہدایت کی۔ مگر اُس قوم نے ہدایت کے مقابلہ مین گمراہی کو اختیار کر لیا اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا نے انھین ہدایت پر مجبور نہین کیا تھا ورنہ اسکے مجبور کر دینے کے بعد ناممکن تھا کہ وہ ہدایت کو چھوڑ کر ضلالت کو اختیار کر سکین پس معلوم ہوا کہ خدا اپنے احکام بندون کو بتا کر انھین با اختیار کر دیتا ہے عمل پر مجبور نہیں کرتا ہے۔ نیز ارشاد فرماتا ہے

سیقول الذین اشرکوا لوشاء اللہ ما اشرکنا ولا اباء نا ولاحرمنا من شیئ کذلک کذب الذین من قبلھم حتی ذاقوا باسنا پ ۸ ع ۵

عنقریب مشرکین کہینگے کہ اگر خدا چاہتا تو ہم لوگ اور ہمارے باپ دادا شرک نہ کرتے اور نہ ہم کوئی چیز اپنے اوپر حرام کرتے اسی طرح کی باتین ان لوگون نے بھی بنا بنا کر پیغمبرون کو جھٹلا دیا ہی جو ان سے پیشتر گذر چکے ہین یہانتک کہ ہماری عذاب کے مزہ کو چکھا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ خدا کی مشیت نے ہمین مجبور نہین کیا ہے کیونکہ جو لوگ اسکے قائل ہون اون کو خدا نے مشرک و کافر فرمایا ہے پس معلوم ہوا کہ ہم اپنے افعال مین با اختیار ہین خدا کی مشیت نے ہمین مجبور نہین کیا ہے۔

(تولا و تبرا)

بحکم خدا و رسول فرقہ شیعہ کا عقیدہ ہی کہ اہلبیت سے محبت اور اونکے دشمنون سے بیزاری واجب ہی اور یہ منجملہ لوازم ایمان ہی۔ اہلسنت بھی اس عقیدہ مین متحد ہین چنانچہ محبت اہلبیت کے متعلق امام شافعی فرماتے ہین ملاحظہ ہو نصائح کافیہ صفحہ ۱۸۷ دینا بیع المودۃ

یا اھلبیت رسول اللہ حبکم فرض من اللہ فی القرآن انزلہ

اے اہلبیت رسول تمہاری محبت خداوند عالم نے فرض کی ہی اور قرآن مین

کفا کم من عظیم القدر انکم | اسکو نازل فرمایا ہی تمہارے عظمت شانکی
من لم یصل علیکم لا صلوۃ لہ | یہ کافی دلیل ہی کہ جو تمپر درود نہ بھیجے اسکی نماز

صحیح نہین ہے اور تبرا کہ جسکے معنی بیزاری اور برائت کرنا ہین اسمین بھی دونو فرقے متحد ہین کیونکہ ہر مذہب مین جو کچھ عقائد واعمال ہین اونکے خلاف عقائد واعمال سے بیزاری کرنا ضروری ہے اور اسلام کا کلمہ پہلے اس کی تعلیم دیتا ہے کیونکہ لا الہ الا اللہ (نہین ہے کوئی خدا سوائے اللہ کے) ہمین بتاتا ہے کہ تمام باطل خداؤنکا انکار کرو اور اُن سے برأت وبیزاری کرو اور حقیقی خدا کا اقرار کرو اسی ایک کلمہ مین تولا اور تبرا دونو جمع ہین تولا حقیقی خدا سے اور تبرا باطل خداؤن سے پس جب کلمۂ اسلام کی سرشت تولا وتبرا پر ہے تو کون ایسا مسلمان ہے جو اسکا انکار کرسکتا ہے۔

نیز قرآن مجید پارہ ۱۱ رکوع ۲ مین ارشاد ہوتا ہے۔

فلما تبین لہ انہ عدو للہ تبرأ منہ ان ابراہیم لاواہ حلیم ٥ | جب جناب ابراہیم کو معلوم ہوگیا کہ اونکا چچا آزر خدا کا دشمن ہے تو جناب ابراہیم نے تبرا کیا بیشک ابراہیم خدا کے خاص متقی وحلیم بندہ تھے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تبرا کرنا خدا کے خاص متقی بندون کا فعل ہے۔ نیز فتاوی شاہ عبد العزیز دہلوی صفحہ ۱۸۴ میں ہے مروان علیہ اللعن

را بد گفتن وبدل از او بیزار بودن خصوصاً در سلوکیکہ با حضرت حسنؑ واہلبیت می نمود وعداوت مستمرہ ازان بزرگوار در دل داشت از لوازم سنت ومحبت اہلبیت است یعنی مروان ملعون کو برا کہنا اور اُس سے دلی نفرت وبیزاری کرنا سنت رسول اور محبت اہل بیت کے لوازم مین سے ہے خصوصاً اُسکی وہ بدسلوکیاں جو حضرت امام حسنؑ اور اہلبیت کے ساتھ کیا کرتا تھا اور ان بزرگوار سے قلبی عداوت رکھتا تھا ضرور قابل نفرین وبیزاری ہین۔

نیز امام شافعی فرماتے ہین ملاحظہ ہو نصائح کافیہ صفحہ ۱۸۸

برئت الی المهیمن من اناس ؛ مین خدا کو شاہد کرکے ان لوگون
یرون الرفض حب الفاطمیۃ ؛ سے برائت کرتا ہون جو اولاد فاطمہ
علی ال الرسول صلوۃ ربی ؛ کی محبت کو رفض (رافضی ہونا) خیال
ولعنتہ لتلك الجاهلیۃ ؛ کرتے ہین اہلبیت رسول پر میرے

پروردگار کی طرف سے درود وسلام ہو اور ان لوگون کی جاہلیت پر خدا کی لعنت۔

نیز لعنت کرنا جسکے معنی دوری کے ہین اس ہین بھی فریقین متحد ہین چنانچہ قرآن مجید پارہ ۲ رکوع ۳ مین ارشاد ہوتا ہے۔

ان الذین یکتمون ما انزلنا من لیعنی جو لوگ ہماری نازل کردہ

البینات والھدیٰ من بعد دلیلون اور ہدایت کو باوجود اسکے
ما بینّٰہ للناس فی الکتاب کہ ہم نے کتاب مین بیان کردیا ہے
اولئک یلعنہم اللہ ویلعنہم چھپاتے ہین ایسے لوگون پر خدا
اللاعنون اور دیگر تمام لعنت کرنے والے
لعنت کرتے ہیں۔

نیز ملاحظہ ہو قرآن مجید پارہ ۲۲ رکوع ۴

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ جو لوگ خدا ورسول کو اذیت دیتے
لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم ہین اونپر خدا دنیا وآخرت مین لعنت
عذابا مہینا کرتا ہے اور اُنکے لئے ذلیل کرنیوالا
عذاب مہیا کر رکھا ہے اس آیت کے متعلق مشرب وردی صـ۲۵۱ مین ہے
کہ معاویہ یزید شمر عمر عاص عمر سعد سنان خولی وغیرہ پر لعنت کرنا اس
آیت سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اِن لوگون نے خدا ورسول کو اذیت دی اسلیے
سے امام احمد بن حنبل انپر لعنت کے قائل ہین،

نیز خود جناب سرور کائنات صلعم لعنت کیا کرتے تھے ملاحظہ ہو صحیح بخاری
صـ۹۵ جلد اول سطر ۱۲ مطبوعہ مصر و صحیح مسلم جلد اول صـ۲۳۰ سطر ۱ مطبوعہ نولکشور
نیز مشکوۃ شریف جلد اول صـ۲۶۳ اور ترمذی شریف جلد اول صـ۱۵۵
نیز صـ۱۵۹

بحوالہ مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۳۴ نیز آنحضرتؐ نے مروان اور اُسکے باپ پر لعنت کی ملاحظہ ہو تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳ اور صحیح مسلم۔

نیز جناب ابوبکر لعنت کیا کرتے تھے ملاحظہ ہو ترمذی شریف و مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۲ جناب ابوبکر نے فرمایا کہ جو شخص کسی مومن کو نقصان پہونچائے یا اُسکے ساتھ فریب کرے وہ ملعون ہے۔ نیز جناب عمر نے خالد بن ولید پر لعنت کی ملاحظہ ہو نصائح کافیہ صفحہ ۱۱ نیز صحیح بخاری جلد سوم صفحہ ۱۶ سطر ۲۳ مطبوعہ مصر وسنن ابن ماجہ و مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۷۲ مین ہے کہ ملائکہ اوس عورت پر رات بھر لعنت کرتے ہین کہ جس رات کو اوسکا شوہر اُسکے انکار کی وجہ سے ناراض ہو جائے یہی روایت صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۴۶۴ مطبوعہ نولکشور سطر ۱ مین بھی ہے نیز تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۲ و صحیح مسلم صفحہ ۴۴۲ جلد اول سطر ۸ و ۱۲ مطبوعہ نولکشور و صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۲۱ سطر ۱۲ مطبوعہ مصر مین ہے کہ جو شخص مدینہ والون کو ڈرائے گا یا اونکی بے عزتی کرے گا یا کوئی حادثہ برپا کرے گا یا حادثہ کرنے والے کو پناہ دیگا۔ اوسپر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگون کی لعنت ہے نیز تاریخ روضۃ الاحباب جلد ۳ صفحہ ۱۲ مین ہے کہ جناب ام المومنین عائشہ جناب عثمان پر لعنت کرتی تھین اور فرمایا کرتی تھین لعن اللہ نعثلا قتل اللہ نعثلا یعنی خدا اس لمبی ڈاڑھی والے پر لعنت کرے خدا اس لمبی ڈاڑھی والے کو قتل کرے۔ نیز نصائح کافیہ صفحہ ۱۱ اور شرح فقہ اکبر صفحہ ۴۳ مین ہے کہ امام

ابوحنیفہ نے عمرو بن عبید پر لعنت کی۔ نیز فتاوی عبدالعزیز صـ۱۹۳ مین ہی کہ مروان پر لعنت کرنا سنت رسول اور محبت اہلبیت کے لوازم مین سے ہی کیونکہ فرائض ایمان مین داخل ہے۔

(نبوت)

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہین یعنی اول عمر سے آخر عمر تک گناہ کبیرہ وصغیرہ سے عمداً وسہواً پاک ہین کیونکہ اگر انکی نسبت خطاو گناہ کا اندیشہ ہوگا تو انکی لائی ہوئی شریعت پر اطمینان ویقین حاصل نہین ہوگا۔ اہلسنت بھی قریب قریب اس عقیدہ مین متحد ہین انبیاء علیہم السلام کو معصوم کہتے ہین مگر کسی قدر فرق ہے جو شرح عقائد نسفی صـ۱۰۲ مین مذکور ہے ملاحظہ ہو۔

انہم معصومون عن الکفر	یعنی انبیاء علیہم السلام قبل وحی
قبل الوحی وبعدہ بالاجماع	وبعد وحی کفر سی تو باجماع معصوم
وکذا عن تعمد الکبائر عند	ہین اسی طرح عمداً گناہ کبیرہ سی جمہور
الجمہور واما سہوا فجوّزہ	کے نزدیک معصوم ہین مگر سہواً اکثر
الاکثرون واما الصغائر	کے نزدیک معصوم نہین ہین اور عمداً
فیجوز عند الجمہور ویجوز	گناہ صغیرہ سے جمہور معصوم نہین

سہوا بالاتفاق سمجھتے ہیں اور گناہ صغیرہ سہواً ہو جانا بالاتفاق درست ہے اس سے معصوم ہونا لازم نہیں ہے۔

(امامت)

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ بعد حضرت ختمی مرتبت من جانب اللہ بارہ خلیفہ ہیں جنکے اسمائے مبارک یہ ہیں علی بن ابی طالبؑ حسنؑ بن علیؑ حسینؑ بن علیؑ زین العابدینؑ محمد باقرؑ جعفر صادقؑ موسی کاظمؑ علی رضاؑ محمد تقیؑ علی نقیؑ حسن عسکریؑ حجۃ ابن الحسن مہدی آخر الزمان عجل اللہ فرجہ

حضرات اہلسنت بھی بارہ خلفاء و ائمہ کے قائل ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری جلد ۴ سطر ۸ مطبوعہ مصر صفحہ ۵۳ صحیح مسلم صفحہ ۱۱۹ جلد دوم مطبوعہ نولکشور سطر ۲۰ ترمذی شریف صفحہ ۱۱۳ مودۃ القربیٰ صفحہ ۶۵ ینابیع المودۃ صفحہ ۴۴۴ میں یہ حدیث موجود ہے

یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش — جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے اور سب کے سب قریش ہونگے اور بروایت مودۃ القربےٰ سب کے سب بنی ہاشم ہونگے۔

ان بارہ خلفاء کے اسمائے گرامی کتاب مناقب خوارزمی میں و اثلہ

بن اسقع سے منقول ہین حضرت علامہ شیخ سلیمان قندوزی حنفی نقشبندی اپنی کتاب ینابیع المودۃ مین تحریر فرماتے ہین ۔

اخبرنی یارسول اللہ عن	جندل نے جناب رسالتمآبؐ
اوصیاءک من بعدک	سے پوچھا کہ مجھے آپ اپنے خلیفہ اور
لاتمسک بہم قال اوصیائی	وصی بتلائیے جو آپ کے بعد ہونگے تاکہ
الاثنا عشر قال جندل ھکذا	مین اُن سے تمسک کرون آنحضرتؐ
وجدنا فی التوراۃ وقال	نے فرمایا کہ میرے وصی خلیفہ بارہ ہونگے
یارسول اللہ سمھم لی	جندل نے کہا کہ ہم نے توریت مین بھی
فقال اولھم سید الاوصیاء	ایسا ہی پایا ہے یارسول اللہ اُنکے
ابو الائمۃ علی ثم ابناہ الحسن	نام بھی بتا دیجئے بس آنحضرتؐ نے
والحسین فاستمسک بہم و	فرمایا کہ اول اُنمین سردار اوصیاء
لایغرنک جھل الجاھلین فاذا	ابو الائمہ علیؑ ہین پھر اُنکے دو فرزند
ولد علی بن الحسین زین العابدین	حسنؑ اور حسینؑ ہین تم ان سے تمسک
یقضی اللہ علیک ویکون آخر	کرنا کہین ایسا نہو کہ جاہلوں کی جہالت
زادک من الدنیا شربۃ لبن	تمھین دھوکے مین ڈالدیے بس
تشربہ فقال جندل وجدنا	جب تمھارے سامنے حسینؑ کے فرزند
فی التوراۃ وفی کتب الانبیاء	علی زین العابدین کی ولادت ہو جائیگی

ایلیا وشبرا وشبیرا فهذه
اسم علی والحسن والحسین فمن
بعد الحسین وما اسامیهم
قال اذا انقضت مدة الحسین
فالامام ابنه علی یلقب بزین العابدین
فبعده ابنه محمد یلقب بالباقر
فبعده ابنه جعفر یلقب
بالصادق فبعده ابنه موسی
یدعی بالکاظم فبعده ابنه
علی یدعی بالرضا فبعده ابنه
محمد یدعی بالتقی والزکی فبعده
ابنه علی یدعی بالنقی الهادی
فبعده ابنه الحسن یدعی
بالعسکری فبعده ابنه محمد
یدعی بالمهدی والقائم و
الحجة فیغیب ویخرج فاذا خرج
یملاء الارض قسطا وعدلا

تب خدا تمھیں دنیا سے اٹھائے گا
اور تمھارا آخری زاد دنیا دودہ کا
ایک پیالہ ہوگا جس کو پی کر تم مروگے
پس جندل نے کہا کہ ہم نے توریت میں
اور دیگر کتب انبیاء میں علی کا نام ایلیا
اور حسنؑ کا نام شبر اور حسینؑ کا نام شبیر
دیکھا ہی اچھا تو حسینؑ کے بعد آپکے
وصی کون ہونگے اُن کے نام بھی
بتا دیجیے آنحضرت نے فرمایا کہ جب
حسینؑ کی مدت گذر جائیگی تو اُنکے
فرزند علی امام ہونگے جنکا لقب زین العابدین
ہوگا اور اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد باقر
پھر اُنکے بعد اُنکے فرزند جعفر صادق
پھر اُنکے بعد اُنکے فرزند موسی کاظم
پھر اُنکے بعد اُنکے فرزند علی رضا
اور اُنکے بعد اُنکے فرزند محمد تقی زکی اور
اُنکے بعد اُنکے فرزند علی نقی ہادی

كما ملئت ظلما وجورا طوبى
للمقيمين على محبتهم اولئك
الذين وصفهم الله فى
كتابه قال هدى للمتقين
الذين يومنون بالغيب
...... وقال تعالى اولئك
حزب الله الا ان حزب الله
هم الفائزون

اور اُنکے بعد اُنکے فرزند حسن عسکری
اور اُنکے بعد اُنکے فرزند محمدؑ ہونگے
جنکا لقب مہدی و قائم و حجت ہوگا
یہ پوشیدہ رہیں گے پس جب ظاہر
ہونگے تو زمین کو عدل و انصاف سے
بھر دینگے جس طرح کہ وہ ظلم و جور سے
بھر چکی ہوگی خوشا بحال اونکی
محبت پر قائم رہنے والوں کا یہی
محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جنکو خدا نے اسطرح یاد کیا ہے۔

هدى للمتقين الذين يومنون
بالغيب پ ۱ رکوع ۱

یعنی یہ قرآن اُن پرہیزگار لوگوں
کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان
لاتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ یہی لوگ خدائی گروہ ہیں آگاہ ہو جاؤ کہ خدائی گروہ ہی کامیاب ہونے والا ہے۔

روایتِ مذکورہ کو حضرت علامہ محمد ابن ابراہیم حموینی شافعی نے بھی باختلاف راوی و سائل بیان کیا ہے ملاحظہ ہو فرائد السمطین بحوالہ ینابیع المودة ص۴۴۰ نیز جناب علامہ سلیمان اسی کتاب کے ص۴۴۷ پر تحریر فرماتے ہیں کہ جب امام عصر حضرت مہدی آخر الزمان علیہ السلام ظہور فرمائینگے

تو عیسٰی بن مریم زمین پر نازل ہونگے اور امام کے پیچھے نماز پڑھینگے اُس وقت زمین نور جبین سے روشن ہو جائیگی اور حضرت کی حکومت شرق و غرب عالم مین عام ہو گی۔ نیز صحیح بخاری جلد دوم صفحہ ۱۶۴ سطر ۲۲ مطبوعۂ مصر باب نزول عیسیٰ بن مریم مین ہے۔

ان ابا هريرة قال قال رسول الله صلعم	ترجمہ۔ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ آنحضرت
كيف انتم اذا نزل ابن مريم فيكم	نے فرمایا کہ اوس وقت تمھاری کیا حالت
وامامكم منكم	ہو گی جب عیسٰی بن مریم نازل ہونگے

اور تمھارا امام تم ہی مین سے ہو گا۔

حیات حضرت حجت

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ بارھوین امام حضرت مہدی آخرالزمان علیہ السلام زندہ ہین لیکن ہماری نظرون سے بمصلحت خدا پوشیدہ ہین اہلسنت بھی اِسی عقیدہ مین متحد ہین چنانچہ حضرت قطب ربانی شیخ عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب الیواقیت والجواہر صفحہ ۱۲۷ جلد دوم مبحث ۶۵ مین تحریر فرماتے ہین جس کو ینابیع المودۃ صفحہ ۴۷ پر بھی نقل کیا گیا ہے۔

المهدى من ولد الامام الحسن	حضرت امام مہدی امام حسن عسکری
العسكرى ومولده ليلة النصف	کے فرزند جو پندرھوین شعبان سنہ ۲۵۵ھ

من شعبان سنة خمس وخمسين وماتين وهو باق الى ان يجتمع بعيسى بن مريم فيكون عمره الى وقتنا هذا وهو سنة ثمان وخمسين وتسعمائة سبعمائة بسنة وثلث سنين۔

کو پیدا ہوئے اور وہ باقی رہیں گے یہانتک کہ عیسی بن مریم سے ملاقات ہو پس اس حساب سے ہمارے وقت یعنی ۹۵۸ھ تک آپکی عمر شریف سات سو تین برس کی ہوئی

نیز حضرت علامہ سبط ابن جوزی شمس الدین یوسف حنفی اپنی کتاب تذکرہ خواص الامۃ مین تحریر فرماتے ہین۔

محمد بن الحسن العسكرى كنيته ابو عبد الله وابو القاسم وهو الخلف الحجة صاحب الزمان القائم المنتظر الباقى

ترجمہ۔ امام حسن عسکری کے فرزند جنکا نام محمد ہے اور کنیت ابو عبد اللہ اور ابو القاسم ہے اونکے القاب الخلف الحجۃ صاحب الزمان قائم منتظر باقی ہین۔

نیز حضرت علامہ محدث فقیہ ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن محمد شافعی اپنی کتاب البیان کے باب ۲۰ مین تحریر فرماتے ہین

ان المهدى ولد الحسن العسكرى فهو حى موجود باق منذ غيبته

حضرت مہدی فرزند امام حسن عسکری زندہ ہین موجود ہین اپنی

الی الآن ولا امتناع فی بقائہ بدلیل بقاء عیسی والخضر و الیاس علیہم السلام

غیبت سے اب تک باقی ہین اور آپکی بقاء ناممکن نہین ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ جناب عیسی اور خضر اور الیاس علیہم السلام بھی موجود ہین۔

ترمذی شریف صفحہ ۱۱۵ مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ دنیا باقی رہیگی یہان تک کہ میرے اہلبیت مین سے میرا ہمنام ظاہر ہو۔ نیز حضرات شیخ المشائخ العظام جناب شیخ الاسلام احمد جامی اور حضرت شمس الدین تبریزی اور حضرت جلال الدین مولانا رومی اور حضرت سید نعمت اللہ ولی وغیرہم نے تحریر فرمایا ہے کہ صاحب الزمان حضرت مہدی زندہ وموجود باقی ہین۔

اگر مین ان اقوال کو جمع کرون تو بہت طویل کتاب ہوجائیگی لہذا حوالہ بتائے دیتا ہون جن صاحب کا دل چاہے ملاحظہ فرمالین ینابیع المودۃ صفحہ ۴۷۲۔

(عید غدیر)

شیعہ ۱۸ ذی الحجہ کو عید سمجھتے ہین اس روز روزہ رکھتے ہین کیونکہ اس تاریخ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا ہے اور اسی دن آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی پ ۶ رکوع ۵ الآیہ نازل

ہوا ہے۔ اہلسنت کے یہان بھی یہ تمام باتین موجود ہین چنانچہ تفسیر
درمنثور جلد دوم صفحہ ۲۵۹ مین ابوہریرہ سے منقول ہے۔

قال لما کان یوم غدیر خم وھو	یعنی جب اٹھارہ ذیحجہ کو غدیر خم کا روز تھا
یوم ثمانی عشر من ذیحجۃ قال	تو پیغمبر صلعم نے فرمایا مین جسکا مولا
النبی صلعم من کنت مولاہ	ہون اُسکے علی مولا ہین پس فورًا
فعلی مولاہ فانزل اللہ الیوم	یہ آیت نازل ہوئی کہ الیوم اکملت لکم
اکملت لکم دینکم الایۃ	دینکم واتممت علیکم نعمتی۔
ورضیت لکم الاسلام دینا	

نیز تفسیر درمنثور صفحہ ۲۵۸ جلد دوم مین ہے۔

عن ابی العالیۃ قال کانوا عند	ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ
عمر فذکروا ھذہ الایۃ فقال	کہ لوگ جناب عمر کے پاس بیٹھے ہوئے
رجل من اھل الکتاب لوعلمنا	تھے کہ اہل کتاب مین سے ایک
ای یوم نزلت ھذہ الایۃ	شخص نے کہا کہ اگر ہمین معلوم ہوتا
لاتخذناہ عیدا فقال عمر	کہ آیہ اکملت لکم دینکم الآیہ کس
الحمد للہ الذی جعلہ لنا عیدا	دن نازل ہوا ہے تو ہم ضرور اوس

دن کو عید مناتے پس حضرت عمر نے جواب دیا کہ خدا کی عنایت کا شکر کہ آخر
یہ دن یعنی ۱۸ ذیحجہ ہم مسلمانون کے لئے عید مقرر کیا ہے نیز صحیح بخاری جلد ۳

صـ۵۳ سطر ۲۴ مطبوعہ مصر مین عید غدیر کا ذکر ہے اِس روز روزہ رکھنا بھی ثواب عظیم ہے۔ چنانچہ مودۃ القربیٰ صـ۳۱ مین ہے

من صام یوم الثامن عشر من ذیحجۃ کان لہ کصیام ستین شھرا وھو الیوم الذی اخذ فیہ رسول اللہ صلعم بید علی فی غدیر خم فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ

جو شخص ۱۸ ذیحجہ کو روزہ رکھے تو اوسکو ساٹھ ماہ کے روزون کے برابر ثواب ملے گا۔ یہ وہ دن ہے کہ پیغمبر صلعم نے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے غدیر خم مین بلند کیا اور فرمایا جس کا مین مولا ہون اوس کے علی بھی مولا ہین۔

نیز سر العالمین امام غزالی صـ۹ مین ہے کہ حدیث غدیر متفق علیہ ہے جب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مین جس کا مولا ہون اوس کے علی بھی مولا ہین تو تمام حاضرین نے علی کے حاکم ہونے کو برضا و رغبت تسلیم کر لیا اور جناب عمر نے مبارکباد بھی ادا کی لیکن اسکے بعد خواہشات نفسانی کا غلبہ ہوا اور حدیث رسول کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ انتہے موضع الحاجۃ

(اجماع)

فرقۂ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ اجماع مسئلہ خلافت و امامت مین صحیح نہین

ہے کیونکہ یہ خدائی عہدہ ہے وہ جس کو چاہے منتخب کرے لہذا ہمارا بنایا ہوا خلیفہ باطل ہے۔

اہلسنت اس عقیدہ مین بھی متحد ہین چنانچہ جناب عمر بن خطاب نے حضرت ابو بکر کی بیعت کو جو اجماع سے ہوئی تھی شر فرمایا ہے خیر نہین کہا ہے ملاحظہ ہو صحیح بخاری جلد ۴ سطر ۱۶ ص ۱۱۱ مطبوعہ مصر تاریخ الخلفاء ص ۶۳ ملل و نحل ص

قال عمر ان بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃ وقی اللّٰہ شرھا فمن عاد الی مثلھا فاقتلوہ	جناب عمر بن خطاب نے فرمایا کہ ابو بکر کی بیعت اتفاقی اور بے سوچے سمجھے ہو گئی خدا نے اوس

کے شر سے محفوظ رکھا اگر اب کوئی ایسا کرے تو اوسکو قتل کر ڈالو علامہ طبری نے بھی اس واقعہ کو اپنی تاریخ مین لکھا ہے۔

معلوم ہوا کہ جناب عمر اسکو شر سمجھتے تھے اور ایسا شر سمجھتے تھے کہ اس پر قتل کا حکم دیدیا تھا اگر یہ خیر کی بات ہوتی تو کبھی ایسا سخت حکم نہ دیتے اور نہ لفظ شر سے یاد فرماتے۔

اسکے علاوہ خود جناب ابو بکر نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین خلیفہ نہین ہون بلکہ خالفہ ہون کیونکہ جانتے تھے کہ اجماع صحیح نہیں ہے ورنہ اگر اجماع صحیح ہوتا تو آپ خلیفہ ہونے سے انکار نہ فرماتے معلوم ہوا کہ اجماع اونکی نظر مین

باطل تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

مجمع بحار الانوار علامہ محمد طاہر گجراتی صفحہ ۳۷

الصدیق قال لہ اعرابی انت خلیفۃ النبی صلعم فقال لا انا الخالفۃ والخالفۃ من لاغناء عندہ ولا خیر فیہ والخلیفۃ یقوم مقام الذاھب

جناب ابو بکر صدیق سے ایک اعرابی نے پوچھا کہ آپ کیا خلیفۂ رسول ہیں تو ابو بکر نے جواب دیا نہیں میں خلیفہ رسول نہیں بلکہ میں خالفہ ہوں۔ اور خالفہ اُسکو کہتے ہیں کہ جس سے لوگ اپنی ضروریات پوری نہ کر سکیں اور نہ اسمیں خیر و برکت ہو اور خلیفہ کے معنی قائم مقام ہیں۔

اس روایت کو جناب علامہ ابن اثیر جزری نے بھی اپنی کتاب نہایہ میں لفظ خلف کی تحقیق میں بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

فی حدیث ابی بکر جاءہ اعرابی فقال انت خلیفۃ رسول اللہ فقال لا فقال فما انت قال انا الخالفۃ

حدیث ابو بکر میں ہے کہ ایک اعرابی اُنکے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ رسول اللہ کے خلیفہ ہیں جناب ابو بکر نے جواب دیا کہ نہیں میں خلیفہ رسول نہیں ہوں اُس نے پوچھا کہ پھر آپ کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ میں خالفہ ہوں۔ اور خالفہ اوسکو کہتے ہیں جس میں خیر و برکت نہو۔ نیز ملاحظہ ہو کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۲۲

اور دراسات اللبیب صفحہ ۲۴۹ مین مذکور ہے لا اجماع بمخالفۃ اهل البیت یعنی اہلبیت کی مخالفت کے ساتھ جو اجماع ہو وہ باطل وکالعدم ہے۔

(فدک)

فدک کو فرقۂ شیعہ حق فاطمہ زہرا صلوات اللہ علیہا سمجھتا ہی کیونکہ حضرت رسول اللہ صلعم نے اپنی زندگی مین بحکم خدا فاطمہ زہراؑ کو دیدیا تھا زمانۂ خلافت ابوبکر مین فاطمہ سے لیلیا گیا لیکن اپنی غلطی پر مطلع ہوکر جناب ابوبکر نے واپس کیا اور ایک تحریر والپسی بھی لکھکر فاطمہ زہرا کو دیدی گر جناب عمر نے اوس تحریر کو چاک کرڈالا اور فدک کو فاطمہ تک نہین پہونچنے دیا جس کا صدمہ فاطمہ زہرا کو مرتے دم تک رہا اور ہردو صاحبان سے ناراض ہوکر دنیا سے رحلت فرمائی اور دونو مین سے کسی ایک سے بھی مدت العمر بات نہین کی اہلسنت اس عقیدہ مین بھی متحد ہین چنانچہ جناب امام معتزلی شرح نہج البلاغہ جزو ۱۶ جلد دوم صفحہ ۳۰۰ مین تحریر فرماتے ہین کہ فاطمہ اپنے دعوے مین سچی تھین درحقیقت فدک اونھین کا حق تھا مگر جناب ابوبکر اس لئے نہین دیتے تھے کہ آج تو فاطمہ فدک کا دعویٰ کررہی ہین اور گواہ پیش کررہی ہین کہین کل ایسا نہ ہو کہ اپنے شوہر علی بن ابی طالبؑ کی خلافت کو طلب کرنے لگین۔ نیز جناب علامہ جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور جلد ۴ صفحہ ۱۷۷ مین تحریر

فرماتے ہین۔

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ	ابوسعید خدری بیان کرتے ہین کہ
عنہ قال لما نزلت ہذہ الآیۃ	جب آیۂ اٰت ذی القربی حقہٗ
وآت ذا القربیٰ حقہ دعا رسول اللہ	نازل ہوا یعنی اے رسول صاحبان
فاطمۃ فاعطاھا فدک	قرابت کا حق ادا کردو تو آنحضرت

نے فاطمہ زہرا کو بلایا اور فدک اُنکے حوالہ کردیا۔

تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۳۷۷ اور معارج النبوۃ رکن ۴ ص ۲۲۱
مین بھی یہ روایت موجود ہے آیۂ مذکورہ کے نازل ہونے کے
بعد آنحضرتؐ نے فاطمہ کو فدک دیدیا اور ایک تحریری تصدیق نامہ بھی دیدیا
نیز شرح مواقف ص ۷۳۵ مین ہے انہ صلعم نحلہا ای اعطاھا فدک
نحلۃ ای عطیۃ یعنی آنحضرتؐ نے فاطمہ زہرا کو فدک بطور عطیہ عنایت فرمایا
نیز صواعق محرقہ ص ۲۱ وکنز العمال جلد ۲ ص ۱۵۸ و مستدرک حاکم ص ۱۸۰ و فتاوے
شاہ عبد العزیز دہلوی ص ۱۴۳ و تاریخ ابو الفداء جلد اول ص ۱۴۰ مین بھی ہے
جب حضرت رسالتمآبؐ کا انتقال ہوگیا تو غلطی سے فدک فاطمہ زہرا سے لیلیا
گیا۔ مگر جب فاطمہ نے رسول اللہ کا نوشتہ پیش کیا اور دعوے کیا کہ یہ میرا مال
ہے اور گواہیان بھی پیش کین اور قرآن مجید کے آیات سے اپنا حق ثابت
کردیا تو جناب ابوبکر نے ایک تحریر واپسی لکھکر فدک واپس کردیا لیکن جناب

عمر نے اوس تحریر کو چاک کر ڈالا چنانچہ سیرۃ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۴۰۰ مین ہے۔

وفی کلام سبط ابن جوزی رحمہ اللہ	سبط ابن جوزی کے کلمات
ان ابا بکر رضی اللہ عنہ کتب لها بفدک	مین پایا جاتا ہے کہ جناب
و دخل علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال	ابو بکر رضی اللہ عنہ نے
ما ھذا فقال کتاب کتبتہ لفاطمۃ	فاطمہ کیلیئے ایک تحریر واپسی فدک
بمیراثها من ابیها فقال مما	لکھدی لیس جناب عمر رضی اللہ عنہ
ذا تنفق علی المسلمین وقد حارتبتک	آموجود ہوئے اور جناب ابوبکر سے
العرب کما تری ثم اخذ عمر الکتاب	کہنے لگے کہ یہ کیا لکھا ہے؟ انھون
فشقہ	نے کہا کہ یہ ایک تحریر فاطمہ کے لئے

لکھدی ہے کہ فدک مال فاطمہ ہے۔ جو انکے باپ کی طرف سے انھین ملا ہے پس جناب عمر نے کہا اگر تم دیکھتے نہین ہو کہ عرب تم سے جنگ پر آمادہ ہین لشکر کا خرچ کہان سے لاؤ گے یہ کہکر اوس تحریر کو لیا اور چاک کر دیا۔ امام معتزلی نے بھی اس روایت کو شرح نہج البلاغہ جلد دوم صفحہ ۳۰۵ پر دو طریقہ سے نقل کیا ہے بلکہ اس مین اسقدر زائد ہے کہ عمر نے اوس تحریر کو چاک بھی کیا اور اوس پر تھوکا بھی۔ حبیب السیر مین بھی یہ واقعہ موجود ہے۔ فدک کی اراضی کے متعلق یاقوت حموی نے معجم البلدان مین لکھا ہے کہ بہت زرخیز تھی کیونکہ بہت سے چشمون سے سیراب ہوتی تھی اور اسمین نخلستان بہت تھے۔

اور ابو داؤد نے کتاب الخراج مین فدک کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار لکھی ہے اور دینار بحساب ہندوستان ۳ ماشہ ۲ رتی اور ۲ خمس رتی سونا ہوتا ہے۔

جناب فاطمہ زہرا تا حیات جناب ابوبکر و جناب عمر سے ناراض رہین چنانچہ صحیح بخاری جلد دوم صفہ ۱۲۰ سطر ۹ ا مطبوعہ مصر باب فرض الخمس اور الامامتہ والسیاستہ جلد اول صفہ ۱۴ مطبوع مصر مین مذکور ہے کہ جناب فاطمہ تا حیات اُنسے ناراض رہین اور دنیا سے یہ کہکر اٹھین کہ مین اپنے والد بزرگوار سے اسکا شکوہ کرونگی اور خدا و ملائکہ کو اپنی ناراضی پر گواہ کرتی ہون۔

(تقیہ)

شیعہ تقیہ کو درست سمجھتے ہین اور انکا یہ عقیدہ ہے کہ حکم تقیہ قیامت تک باقی رہیگا۔ حضرات اہلسنت بھی اس مسئلہ مین متحد ہین۔ چنانچہ صحیح بخاری کتاب الاکراہ مطبوعہ مصر جلد ۴ صفہ ۱۲۳ سطر ۲۰ مین ہے

قال اللہ تعالیٰ الا ان تتقوا منھم تقٰۃ پ ۳۔ ا ع وھی التقیۃ وقال الحسن التقیۃ الی یوم القیمۃ

قرآن مجید کی جو یہ آیت پارہ ۳ رکوع ۱ مین ہے کہ کفار کو اپنا سرپرست نہ بناؤ لیکن ہان اپنے بچاؤ کے لئے ایسا کرو تو کوئی مضائقہ نہین ہے اس آیت مین لفظ تقٰۃ سے مراد اور اُسکے معنے

تقیہ میں اور حسن بصری نے کہا ہے کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے۔ اور حاشیۂ صحیح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ مصر سطر ۲۴ مین ہے۔

قوله التقية الى يوم القيمة اى ثابتة الى يومها لا تختص بعهد رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم	بخاری مین جو یہ قول ہی کہ تقیہ قیامت تک ہے اسکا مطلب یہ ہی کہ قیامت تک باقی رہیگا زمانہ رسالتمآب صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہین ہی۔

اور تفسیر امام فخر الدین رازی جلد دوم صفحہ ۴۲۹ مین ہے۔

روى عوف عن حسن البصرى انه قال التقية جائزة للمؤمنين الى يوم القيامة	عوف نے حسن بصری سے روایت کی ہے کہ تقیہ کرنا مومنین کے لئے قیامت تک جائز ہے۔

خود امام رازی لکھتے ہین کہ یہ قول حق ہی کیونکہ اپنے نفس سے ضرر کا دفع کرنا بقدر امکان واجب ہے۔

تفسیر بیضاوی صفحہ ۲۵۳ مطبوعۂ نولکشور لکھنؤ مین بھی اسکی تصریح ہے نیز واقعۂ جناب عمار یاسر صحابی رسول اللّٰہ تقیہ کو بالکل صاف طور سے ثابت کرتا ہے ملاحظہ ہو تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۵۵

اما عمار فقد اعطاهم ما ارادوا بلسانه مكرها فقيل يا رسول اللّٰه	جبکہ مشرکین عرب نے عمار اور انکے والدین کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا اور

ان عمار اکفر فقال کلا ان عمارا ملأ ایمانا من قرنہ الی قدمہ واختلط الایمان بلحمہ ودمہ فاتی عمار رسول اللہ صلعم وھو یبکی فجعل رسول اللہ صلعم یمسح عینیہ وھو یقول مالک ان عادوا فعد لھم بما قلت

عمار کے والدین کو کلمۂ کفر نہ کہنے کی وجہ سے قتل کرڈالا تو اوسوقت عمار نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنی زبان سے وہ بات کہدی جسکا مشرکین نے ارادہ کیا تھا اسلئے کہ اُس حالت مین مشرکین اُنپر جبر و تشدد کر رہے تھے پس کسی نے کہا یا رسول اللہ عمار تو کافر ہو گئے۔ آنحضرت نے فرمایا ہرگز نہین عمار تو وہ شخص ہے کہ جو سر سے قدم تک ایمان سے مملو ہے اور اُسکے گوشت و خون مین ایمان محفوظ ہے پس عمار روتے ہوئے خدمت رسول صلعم مین حاضر ہوئے رسول اللہ صلعم نے اُنکے آنسو پونچھے اور فرمایا کہ عمار تمھین کیا اندیشہ ہے؟ اگر وہ لوگ پھر تمھین مجبور کرین اور یہی بات کہلائین جو تم کہہ چکے ہو تو پھر کہدینا۔ اسکے علاوہ جبر و تشدد کے وقت کلمۂ کفر ہی کہنے کی اجازت نہین بلکہ سور اور مردار کا گوشت کھانا اور شراب پینا واجب قرار دیا گیا ہے چنانچہ تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۳۵۶ مین ہے

اعلم ان للاکراہ مراتب احدھا ان یجب الفعل المکرہ علیہ مثل ما اکرہ علی شرب الخمر واکل لحم الخنزیر واکل المیتۃ فاذا اکرھہ علیہ بالسیف فھھنا یجب الاکل

یاد رکھو کہ مجبوری کے کئی درجے ہین اون مین سے ایک درجہ یہ ہے کہ وہ کام جسپر سختی کی جائے واجب ہو جاتا ہے مثلا کوئی شخص کسی کو شراب پینے پر مجبور کرے اور سور اور مردار کا

وذلك لان صون الروح عن	گوشت کھانے کے لئے سختی کرے اور
الفوات واجب ولا سبیل الیہ	تلوار کے ذریعہ سے جبر کرے تو اس وقت
فی هذه الصورة الا بهذا الاکل	سور اور مردار کا گوشت کھانا اور

شراب کا پینا واجب ہے کیونکہ روح کو فوت ہو جانے سے بچانا لازم ہے اور ایسی صورت مین جان بچانے کا طریقہ یہی ہے کہ شراب پی لی جائے اور گوشت خنزیر اور مردار کھا لیا جائے۔

(متعہ)

متعہ کو شیعہ جائز سمجھتے ہین۔ حضرات اہلسنت کے روایات واقوال بھی اس مسئلہ مین متحد ملتے ہین چنانچہ صحیح بخاری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۵۲ سطر ۳۲ مین ہے

عن ابی جمرة قال سمعت ابن	ابو حمزہ بیان کرتے ہین کہ ایک شخص
عباس سئل عن متعة النساء	نے ابن عباس سے میرے سامنے
فرخص له	متعہ کا مسئلہ پوچھا پس انھون نے

کہا کہ جائز ہے۔

اور صحیح مسلم جلد اول مطبوعہ نولکشور صفحہ ۴۵۱ سطر ۲ مین

عن عطاء قال قدم جابر بن	عطاء سے مروی ہے کہ جابر بن عبداللہ
عبد الله معتمرا فجئناه فی	صحابی رسول اللہ عمرہ ادا کرنے کیلئے

منزله فسأله القوم عن اشياء	مکہ مین آئے تو ہم لوگ اونکی قیامگاہ
ثم ذكروا المتعة فقال نعم استمتعنا	پر گئے حاضرین نے متعہ کے بارے
على عهد رسول الله صلى الله عليه	مین پوچھا جابر نے کہا کہ ہم لوگون
وسلم وابى بكر وعمر وعن ابى زبير	نے زمانہ آنحضرتؐ اور زمانہ ابوبکر
قال سمعت جابر بن عبد الله	اور زمانہ عمر مین برابر متعہ کئے ہین
يقول كنا نستمتع بالقبضة من	اور ابو زبیر سے مروی ہے وہ کہتے
التمر والدقيق الايام على عهد	ہین کہ مین نے جابر کو یہ کہتے ہوئے
رسول الله وابى بكر حتى نهى	سنا کہ ہم زمانہ آنحضرتؐ اور زمانہ
عنه عمر فى شان عمرو بن	ابوبکر مین ایک مٹھی خرمہ اور ستو
حريث	کے مہر پر متعہ کرتے تھے یہانتک کہ

عمرو بن حریث کے معاملہ مین جناب عمر نے متعہ کو حرام کردیا۔

اور علامہ عینی شرح صحیح بخاری مین تحریر فرماتے ہین

ذهب ابن عباس الى اجازتها	ابن عباس متعہ کو جائز سمجھتے تھے
لاخلاف عنه فى ذلك وعليه	اونھون نے کبھی اسکے خلاف نہین
اكثر اصحابه وايضا عن ابى سعيد	کہا اور جابر بن عبد اللہ اور ابو سعید
الخدری وجابر بن عبد الله	خدری کہتے ہین کہ ہم جناب عمر رضی اللہ
قالا تمتعنا الى نصف من	عنہ کی خلافت کے نصف زمانہ تک

برابر متعہ کرتے رہے۔ نیز تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ مطبوعہ مصر مین ہے۔

عن ابن عباس قال یرحم اللہ عمر ما کانت المتعۃ الا رحمۃ من اللہ رحم بہا امۃ محمد ولولا نہیہ عنہا ما احتاج الی الزنا الا شقی قال وہی التی فی سورۃ النساء فما استمتعتم بہ منہن فآتوہن اجورہن فریضۃ

ابن عباس کہتے ہین کہ متعہ خدا کیطرف سے ایک رحمت تھا جسکو خدا نے امت محمدیہ کے ساتھ مخصوص کیا تھا اگر عمر اس سے لوگون کو نہ روکتے تو سوائے شقی کے کوئی زنا نہ کرتا اور یہ متعہ وہی ہے جو قرآن مین ثابت ہے اور وہ روایت سورہ نساء مین ہے۔ فما استمتعتم بہ منہن فآتوہن اجورہن فریضۃ جن عورتون سے تم نے متعہ کیا ہے اور جو مہر معین کیا ہے وہ انھین دیدو۔

نیز اسی تفسیر درمنثور جلد ۲ صفحہ ۱۴۰ مطبوعہ مصر سطر ۲۴ مین ہے کہ یہ آیۂ متعہ منسوخ نہین ہے اور اسکو عبد الرزاق اور ابو داؤد اور ابن جریر نے بھی لکھا ہے۔

ترمذی شریف مطبوعہ احمدی میرٹھ صفحہ ۱۰۰ سطر ۲۷ اور شرح موطائے امام مالک صفحہ ۱۸۳ مین ہے کہ عبد اللہ فرزند جناب عمر متعہ کو حلال جانتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ مین رسول اللہ کے حکم پر عمل کرونگا اور اپنے باپ کے

حکم پر عمل نہیں کرونگا ۔

اور صحیح بخاری جلد ۳ صـ۶۶ سطر ۲ کتاب التفسیر سورۂ بقر مطبوعۂ مصر میں ہے

عن عمران بن حصین قال انزلت	عمران بن حصین نے کہا کہ متعہ کی آیت
ایۃ المتعۃ فی کتاب اللہ ففعلناھا	قرآن میں نازل ہوئی ہے پس
مع رسول اللہ صلعم ولم	ہم نے اوسپر آنحضرتؐ کے ہمراہ
ینزل قرآن یحرم ولم ینہ عنہا	عمل کیا ہے اور اسکے بعد کوئی آیت
حتی مات قال رجل برأیہ	متعہ کے حرام ہونیکے متعلق نازل نہیں
ماشاء قال محمد یقال انہ عمر	ہوئی اور نہ رسول اللہ صلعم نے منع کیا

یہانتک کہ انتقال فرماگئے اب ایک شخص اپنی رائے سے جو چاہتا ہے کہتا ہے محمد نے کہا ہے کہ یہ کہنے والا شخص جناب عمر بتائے گئے ہیں یہی روایت صحیح مسلم جلد اول صـ۳۹۴ مطبوعہ نولکشور میں بھی ہے

استبراء

فرقۂ شیعہ کا طریقہ ہے کہ پیشاب کرنے کے بعد مقام بول کو تین مرتبہ سوتتے اور جھٹک دیتے ہیں جسکو استبراء کہتے ہیں اور مقام بول کی طہارت پانی سے کرتے ہیں ہاتھ میں ڈھیلا نہیں لئے رہتے ہیں ۔

اہل سنت بھی اس مسئلہ میں متحد ہیں کیونکہ سنت رسول یہی ہے چنانچہ

کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۸۵ مین ہی

اذا بال احدکم فلیمسح ذکرہ ثلث مرات۔ | جب پیشاب کر چکو تو مقام بول کو تین مرتبہ سونتو۔

واخرجہ ابن ابی شیبۃ والبیہقی والنسائی عن عائشۃ قالت مرن ازواجکن ان یغسلوا اثر الغائط والبول فان رسول اللہ قد فعلہ

ابن ابی شیبہ بیہقی ونسائی جناب بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے عورتون سے فرمایا کہ تم اپنے مردون کو یہ بات پہونچادو کہ وہ پیشاب اور پاخانہ کی طہارت پانی سے کیا کرین کیونکہ آنحضرتؐ پانی ہی سے طہارت کیا کرتے تھے۔

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۹ مین ہے

اما روایۃ الاستبراء فھے ابلغ فی التوقی | پیشاب کی نجاست سے بچنے کے لئے استبراء کی روایت پر عمل کرنا بہترین طریقہ ہی۔

نیز نور الایضاح صفحہ ۵ مین ہی

یلزم الرجل الاستبراء حتے یزول اثر البول | مرد کو لازم ہی کہ پیشاب کے بعد استبراء کرے تاکہ اثر اور باقی ماندہ پیشاب زائل ہوجائے۔

نیز روضۂ ندیہ جلد اول صفحہ ۲ مین ہے۔

قال اذا بال احدکم فلینتر ذکرہ — جناب رسالتمآب نے فرمایا ہے کہ جب تم پیشاب کرو تو مقام بول کو جھٹک دیا کرو۔ نیز حاشیہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۱۹ مین ہی کہ پیشاب کے بعد پانی سے طہارت کرنا تو ثابت ہے مگر ڈھیلا لینا کسی حدیث مین نہین ملتا کہ کبھی آنحضرت صلعم نے ڈھیلا لیا ہو۔ ہان جناب عمر اپنے مقام بول کو پیشاب کے بعد دیوار یا پتھر پر رگڑا کرتے تھے۔ نیز سنن ابوداؤد مترجم باب الاسراف فی الوضو مین مترجم صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ڈھیلا لینا نہ آنحضرت کی سنت ہو اور نہ صحابہ کرام کی سنت ہی بس ایک ضعیف روایت حضرت عمر کے بارے مین ملتی ہی کہ جناب عمر بن خطاب پیشاب کے بعد مقام بول کو دیوار یا پتھر پر رگڑا کرتے تھے۔

(طہارت حوض)

حضرات شیعہ اوس پانی کو پاک سمجھتے ہین جس کی مقدار ایک ہزار دو سو رطل ہو اور باعتبار مساحت اوس کا طول عرض عمق ہر ایک ساڑھے تین تین بالشت ہو اور اسی کو کر کہتے ہین یہ پانی کسی نجاست سے اوسوقت تک نجس نہین ہوتا جبتک کہ نجاست ہی کی وجہ سے اوسکا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدل جائے اس پانی سے وضو کرنا غسل کرنا اور دیگر متنجس اشیاء کا پاک کرنا درست۔ بہی سلوجہ سے شیعہ حوض بنواتے ہین اوس مین ایک کر پانی بلکہ اس سے بھی زائد کا اہتمام

کرتے ہین تاکہ کرسے کسی طرح کم نہونے پائے اور طہارت مین سہولت رہے۔

اہلسنت بھی اس مسئلہ مین متحد ہین انکی اصطلاح مین اسکو قلّتین کہتے ہین

یہ لفظ قلتہ کا تثنیہ ہے جسکے معنی مشک یا بڑا برتن ہین پس قلتین کے معنی

دو مشک یا دو بڑے برتن ہین۔ جب پانی کی مقدار قلتین ہو تو وہ پانی پاک

ہے اوسکو کوئی نجاست نجس نہین کرسکتی جب تک کہ نجاست سے اوسکا رنگ

یا بو یا مزہ نہ بدل جائے اور اُسکی مقدار وزن مین پانچسو رطل لکھی ہے جو کُرکی

مقدار سے کم ہے پس اہلسنت کے نزدیک شیعون کا حوض پاک رہیگا کسی

نجاست سے نجس نہین ہوسکتا۔ چنانچہ ترمذی شریف جلد اول صلا و مشکوٰۃ شریف

ص۴۳ و روضۂ ندیہ جلد اول ص۴ ملاحظہ ہو۔

قال صلعم اذا کان الماء قلّتین لم ینجسہ شیئی ما لم یتغیر ریحہ او طعمہ:

جناب رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ جب پانی کی مقدار قلتین ہو تو اوسکو کوئی چیز نجس نہین کرسکتی جبتک کہ اوسکی بو یا مزہ نہ بدل جائے۔

وقال رسول اللہ صلعم ان الماء طہور لا ینجسہ شیئی

یعنی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ پانی طاہر و مطہر ہے اسکو کوئی شئے نجس نہین کرسکتی۔

نیز کنز العمال جلد ۵ ص۹۵ مین ہے۔

لا ینجس الماء الا ما غیر طعمه وریحه — یعنی پانی کو کوئی شے نجس نہین کرسکتی جبتک کہ اوسکے مزہ یا بو کو نہ بدلدے

نیز کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۴۰ مین ہے

وفی حاشیۃ الترمذی القلۃ الجرۃ الکبیرۃ التی تسع فیھا مائتین وخمسین رطلا — یعنی حاشیہ ترمذی شریف مین ہے کہ قلہ اوس بڑے برتن یا مشک کو کہتے ہین کہ جس مین ڈہائی سو رطل پانی آجائے۔

نیز شرح وقایہ مع عمدۃ الدرایہ جلد اول صفحہ ۵۸ مین ہو کہ دہ در دہ کی کوئی شرعی دلیل نہین ہے اور نہ اس بارے مین کوئی حدیث ہے بس صحیح حدیث قلتین ہی کے بارے مین ہے۔

(مسح سر)

حضرات شیعہ وضو مین سر کے اگلے حصہ کا مسح کرتے ہین پورے سر کا مسح نہین کرتے ہین۔ اہلسنت بھی اس مسئلہ مین متحد ہین چنانچہ صحیح ابوداؤد مین ہے اور علامہ شوکانی نے کتاب نیل الاوطار مین تحریر فرمایا ہے۔

عن انس قال رأیت رسول اللہ صلعم یتوضأ وعلیہ عمامۃ فادخل — انس بن مالک بیان کرتے ہین کہ مین نے آنحضرتؐ کو وضو کرتے ہوئے دیکھا

یدہ تحت العامۃ فمسح مقدم	آنحضرت کے سر مبارک پر عمامہ تھا پس
راسہ ولم ینقض العامۃ	آنحضرت نے اپنا ہاتھ عمامہ کے نیچے
قال ابن حجر فیہ دلیل علی الاجتزا	لیجا کر سر مبارک کے اگلے حصہ کا مسح
بالمسح علی الناصیۃ وقد نقل عن	کیا اور عمامہ کو نہ اوتارا اور نہ بگاڑا
سلمۃ بن الاکوع انہ کان یمسح	علامہ حافظ ابن حجر نے کہا ہی کہ حدیث
مقدم راسہ	مذکور مین اس بات کی دلیل ہے کہ محض

سر کے اگلے حصہ کا مسح کرنا درست وکافی ہے اور سلمہ ابن اکوع سے منقول ہے کہ وہ سر کے اگلے حصہ ہی کا مسح کیا کرتے تھے۔

نیز تفسیر لباب التاویل جلد ۲ صہ ۱۵ مین ہے کہ امام شافعی محض مسمی مسح کو کافی جانتے ہین خواہ وہ ایک انگل ہی ہو اور امام ابو حنیفہ چوتھائی سر کا مسح واجب جانتے ہین اور دلیل یہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ نے محض سر کے اگلے حصہ ہی کا مسح کیا ہی۔

اقوال مذکورہ تفسیر بیضاوی صہ ۲۱ مین بھی مذکور ہین اور امام فخر الدین رازی نے بھی اس مضمون کو تفسیر کبیر جلد ۳ صہ ۵۴۵ مین بیان کیا ہی نیز تفسیر لباب التاویل جلد ۲ صہ ۱۶ مین ہے کہ سر کا مسح تین انگشت کی مقدار بھر واجب ہے۔

(مسح قدمین)

شیعہ وضو مین پیرون کا مسح کرتے ہین دہوتے نہین ہین اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ تفسیر معالم التنزیل بغوی جلد ۲ صـ۱۶ مین ہے

عن ابن عباس انہ قال الوضوٗ غسلتان ومسحتان ویروی ذلک عن عکرمۃ وقتادۃ وقال الشعبی نزل جبرئیل بالمسح وقال الاتری التیمم یمسح ماکان غسلا ویلغی ماکان مسحا

ابن عباس سے مروی ہے کہ وضو مین دو عضو کا دھونا اور دو عضو کا مسح ہے اور یہی روایت عکرمہ اور قتادہ سے بھی منقول ہے اور شعبی نے کہا ہو کہ قرآن مین پیرون کے مسح ہی کا حکم جبرئیل لائے ہین اور دلیل اسکی یہ ہے کہ تیمم کے لئے اونھین اعضا کا حکم ہے کہ جو وضو مین دھوئے جاتے ہین یعنی چہرہ اور ہاتھ کا تیمم ہے اور اون اعضا کے لئے تیمم کا حکم نہین ہے کہ جنکا وضو مین مسح کیا جاتا ہے بلکہ یہ تیمم مین چھوڑ دیئے جاتے ہین یعنی سر اور پیر کا تیمم نہین ہے مطلب یہ ہے کہ بس ان اعضا کا تیمم ہوتا ہے کہ جو دہوئے جاتے ہین لہذا اگر پیر بھی وضو مین دھوئے جاتے تو اونکا بھی تیمم کیا جاتا مگر انکا تیمم واجب نہین ہے پس معلوم ہوا کہ انکا مسح واجب ہے کیونکہ جنکا مسح واجب ہے وہ تیمم مین چھوڑ دئے جاتے ہین۔

نیز تفسیر لباب التاویل جلد ۲ صفحہ ۱۶ اور تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۴۵ مین ہے
کہ ابن جریر طبری اور حسن بصری اور جبائی اور داؤد ظاہری فرماتے ہین کہ
کہ خواہ مسح کرلو خواہ دھولو دونو باتون کا اختیار ہے۔

نیز امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۴۶ پر تحریر فرماتے ہین۔

فنقول اما القراءۃ بالجر کما قراء ابن کثیر وحمزۃ وابو عمرو وعاصم فی روایۃ ابی بکر فھی تقتضی کون الارجل معطوفۃ علی الرؤس فکما وجب المسح فی الراس فکذلک فی الارجل

قرآن مجید مین آیہ پ۶ رکوع فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین مین لفظ ارجلکم کو اگر با لجر پڑھا جائے یعنی ارجلکم حرف لام کو زیر دیکر پڑھا جائے جیسا کہ ابن کثیر
اور حمزہ اور ابو عمرو اور عاصم نے روایت ابو بکر مین پڑھا ہے تو اس صورت
مین ارجلکم معطوف برؤسکم ہوگا۔ اور آیت کا حکم پیرون کے لئے وہی ہوگا۔
جو سر کے لئے ہے پس جس طرح سر کا مسح واجب ہے اسی طرح پیرون کا بھی
مسح واجب ہے۔

واما القراءۃ بالنصب فایضًا توجب المسح وذلک لان قولہ وامسحوا برؤسکم فرؤسکم

اور اگر وارجلکم بالنصب پڑھا جائے یعنی لام کو فتحہ دیکر پڑھین تب بھی پیرونکا مسح ہی واجب ثابت ہوتا ہے کیونکہ

في محل النصب ولكنها مجرورة
بالباء فاذا عطفت الارجل على
الرؤس جاز في الارجل النصب
عطفا على محل الرؤس والجر
عطفا على الظاهر وهذا مذهب
مشهور للنحاة اذا ثبت هذا
فنقول ظهر انه يجوز ان يكون
عامل النصب في قوله وارجلكم
هو قوله وامسحوا ويجوز ان يكون
هو قوله فاغسلوا لكن العاملين
اذا اجتمعا على معمول واحد
كان اعمال الاقرب اولى فوجب
ان يكون عامل النصب في قوله
وارجلكم هو قوله وامسحوا فثبت
ان قراءة وارجلكم بنصب اللام
توجب المسح ايضا فهذا وجه الاستدلال
بهذه الاية على وجوب المسح

وامسحوا برؤسکم مین برؤسکم مقام
نصب مین ہی مگر حرف باء کی وجہ سی لفظا
مجرور ہی پس جبکہ ارجلکم کا عطف برؤسکم
پر کیا جائیگا تو ارجلکم کو دونو طرح پڑہنا
جائز ہے خواہ ارجلکم پڑہو خواہ ارجلکم
پڑہو اور یہ نحویین کا مشہور مذہب
ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ہم کہتے
ہین کہ عامل نصب ارجلکم دو امر
ہوسکتے ہین ایک فاغسلوا اور دوسرا
وامسحوا مگر قاعدہ یہ ہے کہ جب دو
عامل ایک معمول کے لئے ہوسکتے ہون
تو جو عامل معمول سے قریب ہو اُس کو
عمل دیا جائے پس اس قاعدہ کی
بنا پر عامل قریب وامسحوا ہے لہذا
اُس کو ترجیح دیجائیگی پس اگر ارجلکم
بالنصب بھی پڑھین تب بھی مسح قدم
ہی کا وجوب ثابت ہوتا ہے۔

امام فخر الدین رازی فرماتے ہین کہ وجوب مسح قدمین پر یہی دلیل بیان کی گئی ہے مگر اِس کا جواب دو طریقہ سے ہوسکتا ہے اول تو یہ کہ اکثر احادیث مین پیرون کے دھونے کا حکم پایا جاتا ہے اور دوم یہ کہ جن اعضا کے دھونے کا حکم ہے اونکی حد بتائی گئی ہے اور جن اعضا کے مسح کا حکم ہے اونکی حد نہین بتائی گئی ہے پس اگر پیرون کے مسح کا حکم ہوتا تو اوس کی حد نہ بتائی جاتی حالانکہ اُسکی حد کعبین تک بتائی گئی ہے۔

امام رازی کی پہلی بات کا جواب جس کو اُنھون نے خود ہی نقل کیا ہے ملاحظہ ہو

ولایجوز دفع ذلک بالاخبار
لانها باسرها من باب الاحاد
ونسخ القرآن بخبر الواحد
لایجوز

مسح قدمین کے لئے جو دلیل بیان کی گئی ہے وہ آیۂ قرآنیہ ہے اور پیر دھونے کے لئے جو دلیل بیان کی گئی ہے وہ حدیث ہے اور وہ بھی متواتر حدیث نہین ہے بلکہ آحاد مین سے ہے پس خبر واحد سے قرآن مجید کا حکم صریح منسوخ نہین ہوسکتا۔

امام رازی کی دوسری بات کا جواب بھی دو طریقہ سے دیدیا گیا ہی جسکو اُنھون نے خود نقل کیا ہے ملاحظہ ہو۔ تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۵۴۶

اسکے علاوہ امام رازی کی دوسری بات کے متعلق مین یہ عرض کرونگا کہ آپ نے جو یہ فرمادیا ہے کہ جس کی حد بتائی جائے وہ وضو مین دھویا جائے اور

جس کی حد نہ بتائی جائے وہ دھویا نہ جائے بلکہ اوس کا مسح کیا جائے تو یہ عدد
آپ نے کس آیت یا حدیث سے بیان کیا ہے حالانکہ وضو مین چہرہ کے دھونے کا
حکم ہے اور اوسکی حد بھی نہین بتائی گئی ہے کیونکہ آیت مین فقط فاغسلوا
وجوھکم ہے یعنی اپنے چہرون کو دھوؤ کوئی حد نہین بتائی گئی ہے کہ کتنا دھوؤ
پس امام صاحب تو اپنے ایجاد کردہ قاعدہ کی بناء پر چاہیئے چہرہ کا دھونا ترک
کرین کیونکہ خود ہی فرمایا ہے کہ جس کے لئے حد نہین ہے اوسکا مسح کرنا چاہئے
لہذا معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ صحیح نہین ہے۔

اسکے علاوہ مسح اور تیمم کے حکم سے بھی یہ بات غلط ہو جاتی ہے کیونکہ وضو
مین امام ابوحنیفہ سر کے چوتھائی حصہ کا مسح واجب جانتے ہین اور صاحب تفسیر
لباب التاویل سر کے مسح کی حد تین انگشت لکھتے ہین یہ ان حضرات نے مسح کئے
اعضا کی حدین کیون معین کی ہین۔ اور تیمم مین امام ابوحنیفہ و امام شافعی کا قول ہے
یجب تیمم الیدین الی المرفقین یعنی تیمم ہاتھون کا کہنیون تک واجب ہے
(ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۳ صفحہ ۵۵۲)

ان تمام مقامات مین مسح کی حدین بتائی گئی ہین لہذا امام صاحب کو چاہیئے مقام
ان تمام اعضاء کا وضو و تیمم مین مسح نہ کرتے بلکہ اپنے قاعدہ کی بناء پر ان اعضاء کو
بھی دھونا چاہیئے تھا پس معلوم ہوا کہ یہ قاعدہ غلط ہے اور وہ استدلال جو مسح
قدمین پر قائم کیا گیا ہے اپنے مقام پر باقی ہے۔ نیز شرح معانی الآثار طحاوی مین ہے

عن ابی اسود عن عباد بن تمیم عن عمہ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم توضأ و مسح علی القدمین وان عروۃ کان یفعل ذلک

ابو اسود نے عباد ابن تمیم سے اور انھون نے اپنے چچا سے روایت کی ہی کہ رسول خدا صلعم نے وضو کیا تو اپنے پائے مبارک کا مسح کیا اور عروہ بھی اپنے پیرونکا مسح ہی کیا کرتے تھے۔

(اذان)

شیعہ اذان مین حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل بھی کہتے ہین حضرات اہل سنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ کبریت احمر بر حاشیہ الیواقیت والجواہر مصنفہ حضرت قطب ربانی شیخ عبد الوہاب شعرانی جلد اول صہ ۴۳ مین ہے

ما عرفت مستند من کرہ قول الموذن حی علی خیر العمل فانہ روی ان رسول اللہ صلعم امر بہا یوم حفر الخندق

جناب شیخ اکبر حضرت محیی الدین ابن عربی فرماتے ہین کہ جو لوگ اذان مین حی علی خیر العمل کو مکروہ جانتے ہین انکی کوئی سند مجھے نہین ملی۔

کیونکہ خندق کھودنے کے روز آنحضرت نے خود اذان مین حی علی خیر العمل کا حکم دیا ہے۔ نیز ملاحظہ ہو المعلم ترجمہ صحیح مسلم صہ ۵۲۸

نیز کنز العمال جلد ۴ صہ ۲۶۶ مین ہے

کان بلال یوذن بالصبح و یقول حی علی خیر العمل — جناب بلال صبح کو اذان دیا کرتے تھے اور اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے۔ نیز علامہ عبدالحی تحقیق عجیب میں تحریر فرماتے ہیں کہ جب جناب عمر کے صاحبزادہ جناب عبداللہ اذان کہتے تھے تو حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل بھی کہتے تھے۔

یہی روایت السیرۃ الحلبیہ اور موطاء امام محمد میں بھی موجود ہے نیز شرح تجرید علامہ قوشجی اور شرح مقاصد علامہ تفتازانی میں ہے

قال عمر ثلث کن علی عهد رسول اللہ انا انهی عنهن و احرمهن و اعاقب علیهن وهی متعة النساء و متعة الحج و حی علی خیر العمل — جناب عمر نے کہا کہ تین چیزیں جو زمانۂ رسول اللہ صلعم میں تھیں میں ان سے منع کرتا ہوں اور ان کو حرام کرتا ہوں اور جو ان کو بجا لائے گا اس کو سزا دونگا

ایک متعہ نساء دوسرے متعہ حج تیسرے حی علی خیر العمل۔

(جمع بین الصلوتین)

حضرات شیعہ نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب و عشا کو ایک ساتھ پڑھتے ہیں اہلسنت اس مسئلہ میں بھی متحد ہیں چنانچہ صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۴۶ مطبوعہ نولکشور سطر ۱۰۷ میں ہے

قال رجل لابن عباس الصلوة فسکت ثم قال الصلوة فسکت ثم قال الصلوة فسکت ثم قال لاام لک اتعلمنا بالصلوة کنا نجمع بین الصلوتین علی عھد رسول اللہ صلعم وعن ابی الزبیر عن ابن عباس قال صلی رسول اللہ صلعم الظھر والعصر جمیعا والمغرب والعشاء جمیعا فی غیر خوف ولا سفر

(جناب ابن عباس ظہر وعصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ چکے تھے جب سہ پہر کا وقت ہوا تو) ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ وقت نماز آگیا آپ خاموش رہے اوس نے دوبارہ کہا آپ نے کچھ جواب نہ دیا پھر اُس نے تیسری مرتبہ کہا آپ کچھ دیر خاموش رہے پھر بگڑ کر فرمایا تو ہمین اوقات نماز بتاتا ہے؟! تجھے معلوم نہین ہے کہ ہم رسول اللہ کے زمانہ مین ظہر وعصر اور مغرب وعشا ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ اور ابو زبیر سے روایت ہے کہ ابن عباس نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب و عشا ایک ساتھ بغیر عذر پڑھی ہے نہ اوس وقت کوئی خوف تھا نہ سفر تھا۔

امام شوکانی نیل الاوطار مین ان احادیث کے متعلق تحریر فرماتے ہین

لا یخفی ان الحدیث صحیح وترک العمل لا یقدح فی صحتہ ولا یوجب سقوط الاستدلال بہ وقد

پوشیدہ نہ رہے کہ یہ حدیث صحیح ہی اور اگر کوئی حدیث پر عمل نہ کرے تو حدیث کی صحت کہین نہین جاتی ہی

اخذ به بعض اهل العلم

اس حدیث سے ظہر عصر اور مغرب وعشا کو ایک ساتھ پڑھنے پر دلیل لانا درست ہے چنانچہ بعض اہل علم نے اس حدیث کے مفاد پر عمل بھی کیا ہے۔

نیز سنن ترمذی جلد اول صہ ۴۶ اور دراسات اللبیب صہ ۲۴۹ و صفحہ ۲۵۰ مین ہے۔

عن ابن عباس قال جمع رسول اللّٰہ بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء بالمدینة من غیر خوف ولا مطر

ابن عباس کہتے ہین کہ رسول اللہ نے بغیر خوف اور بغیر بارش مدینہ مین نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھین۔

نیز تفسیر کبیر جلد ۳ صہ ۴۵۲ مین ذیل آیہ ۷۸ رکوع ۹ پارہ ۱۵ اقم الصلوٰة لدلوك الشمس الی غسق اللیل الآیه اعتراف ہے کہ

هذه الایة توهم ان للظهر والعصر وقتا واحدا وللمغرب والعشاء وقتا واحدا

یہ آیت بتلاتی ہے کہ بیشک ظہر وعصر اور مغرب وعشا کا وقت ایک ہے نیز شاہ ولی اللہ دہلوی حجۃ بالغہ مین صہ ۱۹۳ تحریر فرماتے ہین کہ اصلی اوقات نماز تین ہین فجر اور ظہر اور رات کی سیاہی جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے۔



(ارسال یدین)

حضرات شیعہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے ہین اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین۔ چنانچہ امام مالک کا یہی عمل رہا اور تمام اہلسنت جو امام مالک کے پیرو ہین وہ ہاتھ کھول کر ہی نماز پڑھتے ہین۔ چنانچہ زرقانی نے شرح موطائے امام مالک مین اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے سفر السعادت مین اور علامہ شوکانی نے نیل الاوطار مین تحریر فرمایا ہے۔

روی ابن المنذر عن ابن زبیر والحسن البصری والنخعی انہ یرسلہما ولا یضع الیمنی علی الیسری ونقل ابن سید الناس عن الاوزاعی التخییر بین الوضع والارسال

ابن منذر نے ابن زبیر و حسن بصری و نخعی سے روایت کی ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر نماز پڑھتے تھے داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر نہین رکھتے تھے اور ابن سید الناس نے امام اوزاعی سے روایت کی ہے کہ وہ ہاتھ کھول کر اور ہاتھ باندھ کر دونو طرح پڑھنا جائز سمجھتے تھے۔

نیز کتاب کبریت احمر بر حاشیۂ الیواقیت والجواہر صفحہ ۵۱ مین ہے کہ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا دل کو خدا کی طرف متوجہ ہونے سے روکتا ہے اور خضوع سے بھی مانع ہے لہذا ہاتھ کھول کر نماز پڑھنا افضل ہے نیز شرح صحیح مسلم نووی

مین بھی یہ مذکور ہے (ملاحظہ ہو جلد اول ص۲۱۲ سطر ۶ مطبوعہ نولکشور)

(التسمیۃ بالجہر)

حضرات شیعہ ہر سورہ کو نماز مین بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع کرتے ہین اور بسم اللہ آواز بلند پڑھتے ہین حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ امام شافعی کا یہی عمل رہا اور اُنکے پیرو اسی طریقہ کے پابند ہین۔ اور محققین اہلسنت کا بھی یہی عمل ہے چنانچہ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر جلد اول ص۱۰۵ مین تحریر کیا ہے

ان علیا کان مذہبہ الجہر	حضرت علیؑ کا مذہب یہ ہے کہ بسم اللہ الرحمن
ببسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلوٰۃ	الرحیم کو ہر نماز مین آواز بلند پڑھنا
واقول ان ہذہ الحجۃ قویۃ فی	چاہیئے امام رازی کہتے ہین کہ یہ حجت
نفسی راسخۃ فی عقلی لاتزول التبۃ	و دلیل میرے نفس مین قوی اور میری
بکلمات المخالفین والدلائل العقلیۃ	عقل مین جاگزین ہوگئی ہے اس کے
موافقۃ لنا وعمل علی بن ابی طالب	علاوہ اور دلائل عقلیہ بھی ہماری موافق
معنا ومن اتخذ علیا اماما لدینہ	ہین اور حضرت علی بن ابی طالب کا بھی عمل
فقد استمسک بالعروۃ الوثقی	یہی ہے اور جس شخص نے حضرت علی کو
واھتدی لقولہ صلعم علی مع	اپنے دین کا امام و مقتدا بنا لیا اُس نے

الحق والحق معه یدور الحق معه حیث دار عروۃ الوثقی سے تمسک کیا اور ہدایت یافتہ ہوا کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ علیؑ حق کے ساتھ ہین اور حق علیؑ کے ساتھ اور جدھر علیؑ جاتے ہین حق انکے پیچھے پیچھے جاتا ہے یعنی حق کی رفتار علیؑ کی رفتار سے وابستہ ہو۔

اس کے بعد امام رازی نے جناب امام شافعی کی دلیل کو اسی مطلب کے ثبوت مین بیان فرمایا ہے۔

چنانچہ تفسیر کبیر جلد اول صفحہ ۱۰۵ مین تحریر فرماتے ہین کہ مدینہ مین معاویہ کا ورود ہوا پس انھون نے نماز پڑھائی لیکن بسم اللہ نہین کہی اور نہ رکوع و سجود مین جاتے وقت تکبیر کہی پس جب نماز ختم کر چکے تو مہاجرین و انصار نے پکار کر کہا اے معاویہ ایک آیت کو چرا لیا یہ بسم اللہ کیون نہین کہی اور رکوع و سجود مین جاتے وقت تکبیر کیون نہین کہی یہ سنکر معاویہ نے پھر سے نماز پڑھائی اور بسم اللہ بھی کہی اور تکبیر بھی کہی امام شافعی کہتے ہین کہ معاویہ اوسوقت باشان و شوکت اور بارعب و ہیبت بادشاہ تھا پس اگر بسم اللہ کہنا اصحاب رسول و مہاجرین و انصار کے نزدیک قدیمی اور یقینی بات نہوتی اور اوسپر عمل نہ چلا آتا تو کبھی اس طرح علانیہ معاویہ کو چور نہ بتاتے اور معاویہ نماز کا اعادہ نہ کرتے۔

(رفع یدین)

حضرات شیعہ جب نماز میں تکبیر کہتے ہیں تو ہاتھوں کو بلند کرتے ہیں۔ اہل سنت بھی اس مسئلہ میں متحد ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۹۹ سطر ۶ مطبوعہ مصر اور موطائے امام مالک صفحہ ۲۵ میں ہے۔

عن عبد اللہ بن عمر قال رایت رسول اللہ صلعم اذا قام فی الصلوۃ رفع یدیہ وکان یفعل ذلک حین یکبر للرکوع ویفعل ذلک اذا رفع راسہ من الرکوع ویقول سمع اللہ لمن حمدہ

عبد اللہ فرزند جناب عمر بن خطاب کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے جب آپ نماز پڑھتے تھے تو تکبیر کہتے تھے اور ہاتھوں کو بلند کرتے تھے اور رکوع کے قبل جب تکبیر کہتے تھے تب بھی ہاتھوں کو بلند کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے اور تکبیر کہتے تھے تب بھی ہاتھوں کو بلند کرتے تھے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے۔

اور سنن ابن ماجہ اور سنن نسائی اور سنن ابو داؤد میں بھی یہ حدیث موجود ہے اور صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۱۶۸ سطر ۱ مطبوعہ نولکشور

عن مالک بن الحویرث ان رسول اللہ

ابن حویرث سے منقول ہے کہ آنحضرت

صلعم کان اذا کبر رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ واذا رکع رفع یدیہ حتی یحاذی بھما اذنیہ فاذا رفع راسہ من الرکوع فقال سمع اللہ لمن حمدہ۔

جب تکبیر کہتے تھے تو ہاتھون کو کانون تک بلند کرتے تھے اور رکوع کرتے وقت بھی ہاتھون کو کانون تک بلند کرتے تھے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تھے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے

نیز تکبیر کے وقت ہاتھون کو بلند کرنا کتب ذیل مین مذکور ہے کنز العمال جلد ۸ صہ ۱۱۳ و میزان کبریٰ علامہ شعرانی جلد اول صہ ۱۹۵ و زاد المعاد ابن قیم جلد ۲ صہ ۳ و شرح مسلم نووی جلد اول صہ ۳۰۹ درمختار صہ ۲ مشرب روی جلد ۵ صہ ۲۱۸

(قنوت)

حضرات شیعہ نماز مین قنوت پڑھتے ہین حضرات اہل سنت بھی اس مسئلہ مین متحد ہین چنانچہ صحیح مسلم جلد اول صہ ۲۳۷ سطر ۱۱ مطبوعہ نولکشور اور سنن نسائی و مسند امام احمد بن حنبل مین ہے

عن ابی ھریرۃ قال واللہ لاقربن بکم صلوۃ رسول اللہ وکان ابو ھریرۃ یقنت فی الظھر

ابوہریرہ سے منقول ہے انھون نے بیان کیا کہ خدا کی قسم مین تمھین رسول اللہ کی نماز تمام ہون لیس

والعشاء الآخرۃ وصلوۃ الصبح — ابوہریرہ نے نماز ظہر اور عشاء اور
ویدعو للمومنین ویلعن الکفار — صبح مین قنوت پڑھا اور مومنین کے
لئے دعا کی اور کافرون پر لعنت کی اور کہا کہ رسول اللہ اسی طرح پڑھتے تھے
اس روایت سے رسول اللہ کا لعنت کرنا بھی معلوم ہوگیا۔ اور تفسیر درمنثور
جلد اول صفحہ ۳۰۱ مین ہے۔

عن ابن عباس قال ان رسول اللہ ﷺ — ابن عباس فرماتے ہین کہ حضرت
مازال یقنت حتی مات وابو بکر — رسول اللہ برابر قنوت پڑھتے رہے
حتی مات وعمر حتی مات — یہانتک کہ آنحضرت نے رحلت فرمائی
اور جناب ابوبکر وعمر بھی برابر قنوت پڑھتے رہے یہانتک کہ دنیا سے انتقال کیا

نیز شرح صحیح مسلم نووی جلد اول صفحہ ۲۳۷ مین ہے کہ امام شافعی قنوت کو
باواز بلند پڑھنا مستحب جانتے تھے۔ نیز صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۹۵ سطر ۱۰۔
باب فضل اللھم ربنا لک الحمد مطبوعہ مصر مین ہے

عن ابی ھریرۃ قال لاقربن صلوۃ — ابوہریرہ سے منقول ہے انھون نے
النبی فکان ابوھریرۃ یقنت فی — کہا کہ مین آنحضرت کی نماز بتاتا ہون
الرکعۃ الاخری من صلوۃ الظھر — پس ابوہریرہ نے نماز صبح اور ظہر
وصلوۃ العشاء وصلوۃ الصبح — اور عشا کی دوسری رکعت مین
بعد ما یقول سمع اللہ لمن حمدہ۔ — سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد قنوت

فیدعو للمومنین ویلعن الکفار ‏ پڑھا اور مومنین کے لئے دعا کی اور کفار پر لعنت کی۔

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۳۷۸ اور صفحہ ۶۳۳ مین ہے کہ نماز کی حالت مین دعا کے وقت ہاتھ اوٹھانا درست وثابت ہے بلکہ خصوصاً اسی مین ہے اس سے نماز باطل نہین ہوتی ہے۔ نیز کنز العمال جلد ۴ صفحہ ۱۹۷ مین بھی قنوت کی حدیث موجود ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے بس ایک ماہ قنوت پڑھا جس سے کچھ لوگ یہ مطلب نکالتے ہین کہ پھر حضرت نے ترک کردیا حالانکہ یہ بات اونکی غلط ہے کیونکہ جن روایات مین ایک ماہ کی تعیین ہے اونمین قنوت بعد رکوع مذکور ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے بعد رکوع قنوت ایک مہینہ ہی پڑھا لیکن قبل رکوع ترک کردینا اس سے ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ روایت درمنثور سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے تاحیات قنوت پڑھا اسی طرح جناب ابوبکر و عمر نے بھی تاحیات قنوت پڑھا۔ نیز صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ مصر باب القنوت سطر ۴ مین ہے

عن عاصم قال سألت انس بن مالکؓ عن القنوت فقال قد کان القنوت قلت قبل الرکوع ‏ عاصم سے مروی ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے انس بن مالک سے قنوت کے بارے مین پوچھا بس اُنھون نے

اولبعدہ قال قبلہ قال فان فلانا	کہا کہ ہان قنوت کا وجود ثابت ہی پس مین نے
اخبرنی عنک انک قلت بعد الرکوع	پوچھا کہ آیا قبل رکوع ہی یا بعد رکوع اُنھون
فقال کذب انما قنت رسول اللہ ص	نے کہا کہ قبل رکوع ہی پس عاصم نے کہا کہ
بعد الرکوع شہرا الخ	ایک شخص نے تو تمھارا قول بیان کیا ہی

کہ تم نے اُس سے بعد رکوع کہا ہی پس انس نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے آنحضرت نے ایک قوم پر دعائے بدکرنے کے لئے بس ایک ہی ماہ بعد رکوع قنوت پڑھا ہم صحیح بخاری کی اس روایت سے بالکل صحیح طور سے ثابت ہو گیا کہ قنوت قبل رکوع برابر رہا ہی محض ایک ماہ کے لئے بعد رکوع کیا گیا تھا۔

(سجدہ گاہ)

حضرات شیعہ اکثر مٹی ہی پر سجدہ کرتے ہین کیونکہ اس مین ثواب زائد ہے اور چونکہ مٹی فضیلت مین کم و زائد ہوتی ہی جیسے مدینۂ طیبہ یا مکۂ معظمہ کی مٹی ہندوستان کی مٹی سے افضل ہے اسی طرح کربلائے معلی کی مٹی کہ جس سرزمین پر لخت جگر رسول و اولاد بتول مدفون ہین دیگر مقامات کی مٹی سے بہتر ہے اسلئے حضرات شیعہ کربلائے معلی کی مٹی پر زائد تر سجدہ کرتے ہین اسکے علاوہ چٹائی اور لکڑی پر بھی سجدہ کرتے ہین مگر کپڑے پر بغیر شدید ضرورت کے سجدہ نہین کرتے ہین۔

حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ صحیح بخاری جلد دل

مطبوعۂ مصر صـ۱۱۷ سطر ۲۹ باب السجود علی الانف فی الطین مین ہے

عن ابی سعید قال رأیت رسول اللہ سجد علی الطین فرأیت اثر الطین علی جبهته | ابو سعید بیان کرتے ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا ہے کہ آنحضرت نے پانی سے گندھی ہوئی مٹی پر سجدہ کیا پس مین نے پیشانی مبارک پر مٹی کا اثر دیکھا نیز صحیح بخاری جلد اول صـ۹۷

سطر ۹ امطبوعہ مصر باب السجود علی سبعۃ اعظم مین ہے۔

یضع النبی جبهته علی الارض | یعنی رسول اللہ صلعم سجدہ مین اپنی پیشانی زمین پر رکھتے تھے۔

نیز نیل الاوطار جلد ۲ صـ۱۰۰ مین ہے

عن عروۃ بن الزبیر انه کان یکرہ ان یسجد علی شئ من دون الارض والی الکراهۃ ذهب الهادی والمالك | عروہ بن زبیر سے منقول ہی کہ وہ زمین کے علاوہ کسی دوسری چیز پر سجدہ کرنا مکروہ سمجھتے تھے اور جناب ہادی اور جناب مالک کا بھی یہی مذہب ہی

نیز اسی کتاب نیل الاوطار مین عبد اللہ بن مسعود کے متعلق ہے

روی الطبرانی انه کان لا یصلی ولا یسجد الا علی الارض وعن ابراهیم النخعی انه کان یصلی علی الحصیر و | طبرانی نے روایت کی ہی کہ عبد اللہ بن مسعود زمین پر نماز پڑھتے تھے اور زمین ہی پر سجدہ کرتے تھے اور ابراہیم

یسجد علی الارض وقد اخرج احمد فی مسندہ من حدیث ام سلمۃ ان النبیؐ قال لافلح ترب وجھک ای فی سجودک

نخعی سے مروی ہو کہ وہ چٹائی پر نماز پڑھتے تھے اور زمین پر سجدہ کرتے تھے اور امام احمد نے اپنے مسند مین ام سلمہ سے یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضرت رسول اللہ نے افلح سے کہا کہ اے افلح اپنی پیشانی کو مٹی پر رکھ یعنی سجدہ کی حالت مین اپنی پیشانی مٹی پر رکھا کر۔

نیز صحیح بخاری جلد اول صہ ۵۲ سطر ۲۲ مطبوعہ مصر باب الصلوۃ علی الخمرہ مین ہے

عن میمونۃ قالت کان النبی یصلی علی الخمرۃ

میمونہ کہتی ہین کہ رسول اللہ خمرہ پر نماز پڑھتے تھے۔

نیز ترمذی شریف صہ ۴۶ مین ہے کہ رسول اللہ خمرہ پر نماز پڑھتے تھے۔ اور خمرہ کی تحقیق علامۂ امام محمد طاہر مجمع بحار الانوار صہ ۳۷۷ مین یہ تحریر فرماتے ہین

الخمرۃ وھی التی یسجد علیھا الآن الشیعۃ

خمرہ وہی (مٹی کی ٹکیہ) ہے جسپر آجکل شیعہ سجدہ کرتے ہین

اور تلخیص الصحاح صہ ۸۱ مین خمرہ کے متعلق ہے۔

الخمرۃ حصیر صغیر من لیف اوغیرہ بقدر الکف وھو الذی یتخذہ الان الشیعۃ للسجود

خمرہ چٹائی وغیرہ کے اوس ٹکڑے کو کہتے ہین جو کف دست کے برابر چھوٹا ہو اور یہ وہی ہے کہ جسکو آجکل شیعہ

سجدہ مین استعمال کرتے ہین۔ اور مصباح منیر صہ ۱۱۳ مین ہے کہ جو سجدہ گاہ منہ کی برابر ہو اوسکو خمرہ کہتے ہین اور تیسیر الوصول فی جامع الاصول مین ہے کہ ہتیلی کی برابر سجدہ گاہ کو کہتے ہین۔

اب رہا کپڑے پر سجدہ کرنا اسکے متعلق فتح الباری شرح صحیح بخاری صہ ۲۴۵ جلد اول مین حدیث بخاری جلد اول صہ ۵۳ مطبوعہ مصر سطر ۶ باب السجود علی الثوب فی شدۃ الحر کی تشریح مین ہے

وفی الحدیث جواز استعمال الثیاب وکذا غیرھا فی الحیلولۃ بین المصلی وبین الارض لاتقاء حرھا وکذا بردھا وفیہ اشارۃ الی ان مباشرۃ الارض عند السجود ھو الاصل لانہ علق بسط الثوب لعدم الاستطاعۃ	حدیث کا مطلب یہ ہے کہ سجدہ مین کپڑے وغیرہ کا استعمال اوس وقت جائز ہے جبکہ سخت گرمی یا سخت سردی کی وجہ سے زمین پر سجدہ کرنا مشکل ہو پس اس سے بچنے کے لئے کپڑا زمین پر رکھ لیا جائے (شارح کہتے ہین) اس حدیث مین

اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سجدہ کے لئے در اصل زمین ہی مخصوص ہے کیونکہ کپڑے کا استعمال اوس وقت اور اسی شرط سے جائز بتایا ہے کہ جب زمین پر سجدہ کرنا قدرت و استطاعت سے باہر ہو۔

سجدہ مین جانیکا طریقہ

حضرات شیعہ جب سجدہ مین جاتے ہین تو پہلے ہاتھ ٹیکتے ہین اسکے بعد گھٹنے

رکھتے ہین. حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ امام نسائی
اور ابو داؤد اور دارمی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے

قال رسول اللہ صلعم اذا سجد احدکم — جناب رسول خدا نے فرمایا کہ جب تم
فلا یبرک کما یبرک البعیر و لیضع — سجدہ کرو تو اونٹ کی طرح نہ بیٹھو بلکہ
یدیہ قبل رکبتیہ — دونون ہاتھون کو پہلے ٹیک دو

اور اُسکے بعد گھٹنون کو رکھو نیز حدیث مذکور مشکوۃ شریف صفحہ ۷۶ مین ملاحظہ ہو
اسکے علاوہ صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۹۵ سطر ۲۵ مطبوعہ مصر باب یہوی بالتکبیر
حین یسجد مین ہے

قال نافع کان ابن عمر یضع یدیہ — جناب نافع کہتے ہین کہ عمر کے صاحبزادہ
قبل رکبتیہ — جناب عبداللہ پہلے ہاتھ رکھتے تھے

اوسکے بعد گھٹنے رکھتے تھے نیز ملاحظہ ہو فتح الباری شرح صحیح بخاری صفحہ ۱۴۸
جلد اول و صفحہ ۴۳۹ جلد اول اور نیل الاوطار جلد دوم صفحہ ۱۴۷

(تکبیر بعد سلام)

حضرات شیعہ نماز مین جبکہ آخری سلام پڑھ چکتے ہین تو اوسکے بعد تین
مرتبہ اللہ اکبر کہتے ہین حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ
صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۰۱ سطر ۴ باب الذکر بعد الصلوۃ مطبوعہ مصر اور

مشکوۃ شریف ص۸۸ مین ہے۔

عن ابن عباس قال کنت اعرف انقضاء صلوۃ النبی بالتکبیر

ابن عباس کہتے ہین کہ مین رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہو جانے کو تکبیر سے معلوم کرتا تھا یعنی سلام کے بعد جب آنحضرت اللہ اکبر کہتے تھے تو مین سمجھ لیتا تھا کہ اب نماز ختم کی ہے۔

نیز فتح الباری جلد اول ص۴۵۸ مین اور صحیح مسلم جلد اول ص۲۱۷ سطر ۲ مین ابن عباس سے مروی ہے

وقع فی روایۃ الحمیدی عن سفیان بصیغۃ الحصر ولفظہ ماکنا نعرف انقضاء صلوۃ رسول اللہ ﷺ الا بالتکبیر

تکبیر کہنا روایت حمیدی مین سفیان سے صیغہ حصر کے ساتھ مذکور ہے اور اوسکے الفاظ یہ ہین کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا ختم ہونا اللہ اکبر ہی کے ذریعہ سے پہچانتے تھے

تسبیح فاطمہ زہرا ع

حضرات شیعہ نماز ختم کرنے کے بعد تسبیح فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پڑھتے ہین یعنی چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھتے ہین یہ طریقہ تسبیح آنحضرت ﷺ نے اپنی پارہ جگر کو تعلیم کیا تھا۔

حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ سطر ۲۵ باب مناقب علی مین ہے

فقال رسول اللہ صلعم الا ادلکما (خطاب لعلی و فاطمة) علی خیر مما سئلتمانی فکبرا اللہ اربعا و ثلثین واحمدا ثلثا وثلثین وسبحا ثلثا وثلثین فان ذلک خیر مما سئلتمانی

آنحضرت صلعم نے جناب علی بن ابیطالب اور فاطمہ زہرا سے فرمایا کہ مین تم دونو کو ایسی بات کیون نہ بتا دون جو تمھارے پیش کردہ مطالبہ سے بہتر ہے پس تم چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور سبحان اللہ کہا کرو یہ تمھارے لئے تمھارے پیش کردہ مطالبہ سے بہتر ہے

نیز صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۲۱۹ سطر ۱۲ مطبوعہ نولکشور مین ہے۔

عن کعب بن عجرة عن رسول اللہ صلعم قال معقبات لا یخیب قائلھن ثلاثا وثلثین تسبیحة وثلاثا و ثلثین تحمیدة واربعا وثلثین تکبیرة فی دبر کل صلوة۔

کعب بن عجرہ سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہے گا اسکی آرزو پوری ہوگی ناامید نہین کیا جائیگا۔

نیز مشکوۃ شریف صفحہ ۸۱ مین ہے۔

زید بن ثابت قال امرنا

زید بن ثابت بیان کرتے ہین کہ ہمین

ان نسبح فی دبر کل صلوٰۃ ثلاثا	آنحضرتؐ نے یہ حکم دیا تھا کہ ہر نماز
وثلثین ونحمد ثلثا وثلثین ونکبر	کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور ۳۳
اربعا وثلثین	مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر

اکبر کہا کریں۔

نیز امام احمد اور امام نسائی نے روایت کی ہے اور روایت مذکورہ سنن ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۵۳ مین بھی مذکور ہی۔

(سجدۂ شکر)

حضرات شیعہ ہر نماز کے بعد اور حصول نعمت و دفع مصیبت پر سجدۂ شکر بجالاتے ہین۔

حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ تعلیق مغنی پر سنن دارقطنی صفحہ ۱۵۸ مین ہے

قال الشافعی سجود الشکر حسن	جناب شافعی فرماتے ہین کہ سجدۂ شکر
قد فعل رسول اللہ وابوبکر وعمر	حسن ہی کیونکہ خود آنحضرتؐ اور
وغیر واحد من اصحاب النبیؐ	جناب ابوبکر وعمر اور بکثرت اصحاب رسول

نے شکر کا سجدہ ادا کیا ہی۔

نیز ترمذی شریف صفحہ ۱۹۱ اور مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۲۳ مین ہے کہ جناب

سرورکائنات سجدۂ شکر بجا لاتے تھے نیز حاشیۂ مشکوٰۃ ص۱۲۳ مین ہے کہ سجدۂ شکر
امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک سنت ہے اور یہی قول امام مالک کا بھی ہے
نیز کنز العمال جلد ۴ ص۱۱۲ مین ہے کہ جناب ابوبکر وعمر نے سجدۂ شکر
ادا کیا ہے نیز میزان الاعتدال شعرانی جلد اول ص۱۵۷ اور حجۃ بالغہ
ص۲۱۷ اور ریاض الصالحین للنووی ص۵۴۱ اور نور الایضاح جلد اول
ص۵۴ مین بھی شکر کے سجدہ کا تذکرہ موجود ہے۔

(نماز وتر)

فرقۂ شیعہ کے نزدیک نماز وتر ایک رکعت ہے اور سنت ہے حضرات
اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ صحیح ترمذی صحیح نسائی مسند امام احمد
بن حنبل سنن ابوداؤد مین ہے

قال رسول اللہ صلعم اوتروا یا اھل	آنحضرت نے فرمایا کہ اے اہل قرآن
القرآن فان اللہ وتر یحب الوتر	نماز وتر ادا کرو کیونکہ خدا فرد ہے

اور فرد کو دوست رکھتا ہے نیز ترمذی ونسائی مین ہے جناب امیر المومنین
نے فرمایا کہ وتر سنت ہے واجب نہین ہے۔

نیز صحیح بخاری جلد اول ص۱۳۶ باب ساعات الوتر سطر ۱۹ مطبوعہ
مصر مین ہے۔

قال ابن عمر کان النبی ﷺ یصلی من اللیل مثنی مثنی ویوتر برکعۃ
جناب عمر کے صاحبزادہ جناب عبداللہ بیان کرتے ہین کہ حضرت رسول اللہ نماز شب دو دو رکعت پڑھتے تھے اور نماز وتر ایک رکعت پڑھتے نیز حاشیہ صحیح بخاری جلد اول صـــ۱۱۶ سطر ۲ مطبوع مصر مین ہی

ان الوتر رکعۃ واحدۃ وقد جاء ھذا فی احادیث متعددۃ قولا وفعلا
یقیناً نماز وتر ایک رکعت ہے اور اسکے متعلق متعدد احادیث قولاً وفعلاً موجود ہین ۔

(وقت نماز مغرب و افطار صوم)

حضرات شیعہ مغرب کی نماز قرص آفتاب کے آنکھون سے اوجھل ہوتے ہی نہین پڑھتے ہین بلکہ اتنا انتظار کرتے ہین کہ افق مشرقی کی جانب رات کی تاریکی ذرا پھیلتی ہوئی نظر آئے اور روزہ افطار کرنے مین بھی تاخیر کرتے ہین اور اکثر نماز مغرب پڑھکر افطار کرتے ہین ۔

حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ موطائے امام مالک صـــ۸۷ مین ہے ۔

عن حمید بن عبد الرحمن ان عمر بن الخطاب وعثمان بن العفان
حمید بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ جناب عمر بن خطاب و عثمان بن عفان

كانا يصليان المغرب حين ينظران الى الليل الاسود قبل ان يفطرا ثم يفطران بعد الصلوة وذلك في رمضان

ماہ مبارک رمضان مین جب رات کی سیاہی دیکھ لیتے تھے تب نماز مغرب پڑھتے تھے اور جب نماز مغرب سے فارغ ہوتے تھے تب روزہ افطار کرتے تھے۔

(صوم سفر)

حضرات شیعہ سفر شرعی مین روزہ قضا کرتے ہین اور دوسرے ایام مین اسکو پورا کردیتے ہین حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ موطائے امام مالک صفحہ ۹۳ اور صحیح مسلم جلد اول سطر ۸ صفحہ ۳۵۶ مطبوعہ نولکشور مین ہے۔

خرج رسول الله صلعم الى مكة في رمضان حتى بلغ الكراع وصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعه حتى نظر الناس ثم شرب فقيل له بعد ذلك ان بعض الناس قد صام فقال اولئك العصاة اولئك العصاة

جناب رسول خدا صلعم ماہ مبارک رمضان مین مکہ معظمہ تشریف لئے جا رہے تھے جب مقام کراع تک پہنچے تو آپنے پانی طلب فرمایا اور اسکو اتنا اونچا اٹھایا کہ تمام لوگون نے دیکھ لیا اسکے بعد آپنے نوش فرمایا اس کے بعد لوگون نے کہا کہ یا رسول اللہ بعض اصحاب نے تو

روزہ افطار کر لیا مگر بعض لوگ افطار نہین کرتے ہین روزہ رکھے ہوئے ہین آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ گنہگار و نافرمان ہین یہ لوگ گنہگار و نافرمان ہین۔

نیز قرآن مجید پارہ ۲ رکوع ۷ مین ہے۔

فمن کان منکم مریضاً او علی سفر — روزہ کے دنون مین جو شخص تم مین
فعدۃ من ایام اخر — سے بیمار ہو یا سفر مین ہو تو دوسرے
دنون مین اُتنے ہی روزے شمار کر کے رکھ دے جتنے قضا ہو گئے ہین۔

شرح صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۵۵ سطر ۹ مطبوعہ نولکشور مین اسی آیہ مذکورہ کو شارح نے روزہ کے سفر مین قصر ہو جانیکی دلیل مین پیش کیا ہے اور اسکے علاوہ دو حدیثین اور نقل کی ہین۔ ایک تو وہی حدیث ہے جو گذر چکی جسمین رسول اللہ نے سفر مین روزہ رکھنے والون کو گنہگار و نافرمان فرمایا ہے اور دوسری حدیث یہ ہے

لیس من البر الصیام فی السفر — سفر مین روزہ رکھنا نیکی نہین ہے۔

اسی لیئے علماء نے فرمایا ہے کہ سفر مین روزہ رکھنا باطل ہے۔ چنانچہ شرح صحیح مسلم جلد اول صفحہ ۳۵۵ سطر ۹ مطبوعہ نولکشور مین ہے

لا یصح صوم رمضان فی السفر — رمضان کا روزہ سفر مین رکھنا صحیح
فان صامہ لم ینعقد و یجب — نہین ہے پس اگر کسی نے رکھ لیا تو یہ روزہ
قضاؤہ — کافی نہوگا بلکہ اسکی قضا رکھنا واجب ہوگی

(صوم عاشورا)

حضرات شیعہ روز عاشورا یعنی دہم ماہ محرم کو روزہ نہین رکھتے ہین حضرات اہلسنت کے روایات بھی اس سے متفق ہین صحیح مسلم جلد اول صہ ۳۵۸ سطر ۱ مطبوعہ نولکشور مین عبدالرحمن ابن یزید سے منقول ہے وہ کہتے ہین کہ اشعث ابن قیس عاشورا محرم کو عبداللہ کے پاس گئے وہ کھانا کھا رہے تھے اشعث کو دیکھکر کھانے کے لئے کہا اونھون نے کہا کہ آج عاشور محرم ہے مین نے روزہ رکھا ہے عبداللہ نے کہا کہ تمھین معلوم نہین ہے کہ عاشور محرم کو اوس وقت تک روزہ کا حکم رہا جب تک کہ رمضان کے روزے واجب نہین کئے گئے تھے لیکن جب رمضان کے روزے واجب کر دیئے گئے تو یہ روزہ ترک کر دیا گیا خود آنحضرت صلعم نے بھی ترک کر دیا تھا یہی روایت صحیح بخاری جلد ۳ صہ ۶۵ سطر ۱۳ مطبوعہ مصر کتاب التفسیر سورۂ بقر باب کتب علیکم الصیام مین بھی موجود ہے

تلقین میت

حضرات شیعہ تلقین میت کو مستحب جانتے ہین حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ معجم کبیر طبرانی مین ابو امامہ سے منقول ہی وہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب تمھارا کوئی ایمانی بھائی انتقال کرے اور تم اوسکو

دفن کر چکو تو تم مین سے ایک شخص اُس کے سرہانے کھڑا ہوا اور یون
کہے اے فلان ابن فلان پس وہ میت یقیناً تمھاری آواز کو
سنے گی مگر تمھین جواب نہ دے گی پھر کہے اے فلان
بن فلانہ پس وہ اس دوسری آواز پر بیٹھ جائے گی
پھر کہے اے فلان بن فلانہ پس اس تیسری مرتبہ کہیگی کہ خدا تجھپر
رحم کرے مجھے ہدایت کر مگر اسکو تم لوگ سمجھ نہین سکو گے پھر کہے اے شخص تو جس
دین پر اوٹھا ہے اوسکو یاد کر اور کہہ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ ورضیت باللہ ربا وبمحمد نبیا وبالاسلام دینا وبالقرآن
کتابا۔ پس جب وہ یہ کہیگا تو منکر و نکیر ایک دوسرے کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالے
ہوئے یہ کہین گے کہ یہان سے چلو اب یہان کیا کرو گے اسکو تلقین حجت کردی گئی
حافظ ابن حجر نے بھی اس روایت کو لکھا ہے نیز ثمار التنکیت مین ہے
رافعی گوید کہ تلقین میت بعد دفن مستحب است کہ گفتہ شود۔ امام رافعی کہتے
ہین کہ تلقین میت مستحب ہے دفن میت کے بعد کہا جائے
یا عبد اللہ اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ
وان محمدا رسول اللہ وان الجنۃ حق وان النار حق وان البعث حق
وان الساعۃ اتیۃ لا ریب فیہا وان اللہ یبعث من فی القبور وانک
رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا وبالقرآن کتابا وبالکعبۃ قبلۃ

نیز منتقی الاخبار ابن تیمیہ مین بھی راشد بن سعد اور حمزہ بن حبیب و حکیم بن عمیر سے تلقین میت کی ایک طویل دعا منقول ہی۔

عقد ام کلثوم

حضرات شیعہ قائل ہین کہ ام کلثوم بنت علیؑ و فاطمہؑ کا عقد جناب عمر سے نہین ہوا بلکہ محمد بن جعفر سے ہوا تھا اور اونکی وفات کے بعد عبداللہ بن جعفر سے ہوا اور چونکہ جناب عمر کے عقد مین مسماۃ ام کلثوم کئی تھین اسلئے بعض مورخین کو دھوکا ہو گیا اور اس غلط فہمی کی وجہ سے دختر جناب فاطمہ زہرا لکھ گئے۔

حضرات اہلسنت کے علماء محققین بھی اس نظریہ مین متحد ہین۔ چنانچہ عقد جناب عمر کے متعلق مورخین نے لکھا ہے کہ جب ام کلثوم سے ہوا اوس کا سن پانچ چھ برس کا تھا بلکہ ہدایۃ السعداء صفحہ ۲۵۵ پر ہے۔

اربع سنین او ما بین الاربع الی خمس — یعنی ام کلثوم وقت عقد چار سالہ تھی یا چار اور پانچ کے درمیان تھی اور

یہ عقد مورخین نے ۱۷ھ مین لکھا ہے۔

اب ذرا غور فرمائیے کہ اگر یہ ام کلثوم دختر جناب فاطمہ زہرا تھین تو جس وقت مقدمہ فدک مین ام کلثوم بھی گواہون مین لائی گئی تھین جو ۱۱ھ مین حیات

جناب فاطمہ زہرا مین دربار خلیفۂ اول مین پیش ہوا تھا اسوقت اُنکی عمر کیا ہوگی جب ۱۷ھ مین وقت نکاح چار پانچ سال کی عمر تھی تو ۱۱ھ مین پیدا بھی نہین ہوئی ہونگی یا ہونگی تو زائد سے زائد شکم مادر مین ہونگی حالانکہ یہ بھی غلط ہے کیونکہ ۱۱ھ مین جناب محسن شکم سیدہؑ مین تھے۔ تو پھر گواہی معاملہ فدک مین کیونکر دی گئی حالانکہ جناب ام کلثوم دختر علیؑ و فاطمہؑ کی گواہی معاملہ فدک مین اکابر علمائے اہلسنت نے لکھی ہے۔ چنانچہ علامہ شہرستانی نے کتاب ملل ونحل مین اور امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مین اور علامہ غیاث الدین ہروی نے حبیب السیر مین اور علامہ حلبی نے السیرۃ الحلبیہ مین اور علامہ سید شریف جرجانی نے شرح مواقف مین اور علامہ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ مقدمہ فدک مین حضرت امیر المومنینؑ اور حسنینؑ اور ام کلثوم بنت فاطمہ اور ام ایمن نے وقوع ہبہ پر گواہی [illegible] پس معلوم ہوا کہ جس ام کلثوم کا عقد صغیر سنی مین جناب عمر سے ہونا [illegible] اور ام کلثوم تھی ہرگز بنت فاطمہ نہ تھی۔ نیز شمس الدین [illegible] نے حدیث من کنت مولاہ کو جناب فاطمہ بنت رسول اللہ کی زبانی جناب ام کلثوم بنت فاطمہ کے سلسلہ سے بیان کیا ہے پس وہ ام کلثوم جسکی عمر وقت [illegible] ۱۷ھ مین چار پانچ برس کی تھی اگر بنت فاطمہ تھی تو ۱۱ھ مین اور [illegible] ہونا چاہیئے ثانیاً جناب فاطمہؑ کی زبانی حدیث من کنت مولاہ کا [illegible] پانچ برس سے کم عمر کے بچے سے نہین ہو سکتا اور جناب

سیدہ نے چونکہ سنہ ۱۱ ھ ہی مین انتقال فرمایا ہے لہذا سنہ ۱۱ ھ مین ام کلثوم کم از کم چار پانچ برس کی ضرور ہونگی تاکہ حدیث مذکور کی روایت جناب فاطمہؑ کی زبانی درست ہو سکے پس جب سنہ ۱۱ ھ مین چار پانچ برس کی تھین تو سنہ ۱۷ ھ مین دس گیارہ برس کا سن ہوتا ہے جو بلوغ کا زمانہ ہی پھر وقت عقد صغیر السن چار پانچ سالہ کیونکر ہو سکتی ہین پس معلوم ہوا کہ جس ام کلثوم کی عمر چار پانچ سال وقت عقد تھی وہ ہرگز بنت فاطمہ نہ تھی بلکہ کوئی اور ام کلثوم تھی۔

تحقیق واقعہ کا دوسرا رخ

تاریخ خمیس و تاریخ روضۃ الاحباب و تاریخ ابن اثیر و تاریخ روضۃ الصفا و تاریخ حبیب السیر و اسعاف الراغبین و صواعق محرقہ و استیعاب صفحہ ۹۵ جلد ۲ مین ہے کہ ام کلثوم سے جناب عمر کے دو بچے پیدا ہوئے زید اور رقیہ۔ زید جب جوان ہوئے تو عہد معاویہ مین ایک خانہ جنگی مین زخمی ہو کر آئے اور چند دن زندہ رہے پھر زید اور اونکی والدہ ام کلثوم ایک ہی وقت انتقال کر گئے ابن عمر اور حسنؑ بن علی نے دونون پر نماز جنازہ پڑھی۔

اب ذرا غور فرمایئے کہ جناب حسن بن علی نے چونکہ سنہ ۴۹ ھ مین انتقال فرمایا ہے لہذا سنہ ۴۹ ھ کے بعد ام کلثوم یقیناً موجود نہ تھین۔ کیونکہ اونکے جنازہ کی نماز حضرت حسنؑ بن علیؑ نے پڑھائی ہے اور حضرت سنہ ۴۹ ھ مین اس دار دنیا

سے وفات پا گئے لہذا معلوم ہوا کہ ۴۹ھ کے بعد زوجۂ عمر ام کلثوم دنیا مین موجود نہ تھین حضرت کی وفات سے پیشتر انتقال کر چکی تھین اور جناب ام کلثوم بنت فاطمہ کا واقعۂ کربلا مین موجود ہونا ثابت ہی چنانچہ کتاب تحریر الشہادتین روضۃ الشہدا، واعظ کاشفی، روضۃ الاحباب علامہ جمال الدین محدث مقتل ابو مخنف لوط بن یحیٰی ازدی، نور العینین ابو اسحاق ابراہیم بن محمد اسفرائنی وغیرہ مین جناب ام کلثوم بنت فاطمہ زہرا کا واقعۂ کربلا مین موجود ہونا ثابت ہی

پس یہ ام کلثوم کہ جس سے زید و رقیہ جناب عمر کے دو بچے پیدا ہوئے اور جسکی نماز جنازہ امام حسن علیہ السلام نے پڑھائی جو ۴۹ھ کے بعد دنیا مین موجود نہ تھی اگر حضرت فاطمہ زہرا کی دختر ہوتی تو واقعہ کربلا مین اسکا موجود ہونا کیونکر ثابت ہو سکتا جو ۶۱ھ مین ہوا ہے پس معلوم ہوا کہ ام کلثوم زوجۂ عمر کوئی اور ام کلثوم ہے دختر فاطمہ زہرا ہرگز نہین ہو سکتی بلکہ تاریخ خمیس و استیعاب مین ہے کہ زینب بنت فاطمہ کے انتقال کے بعد اُنکے شوہر جناب عبد اللہ بن جعفر نے ام کلثوم بنت فاطمہ بیوہ محمد بن جعفر سے عقد کیا اور ۸۰ھ مین ام کلثوم کو زندہ چھوڑ کر وفات پا گئے۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب ام کلثوم بنت فاطمہ واقعۂ کربلا سے بیس سال بعد تک زندہ تھین پس روایت ہذا سے بھی ثابت ہوا کہ ام کلثوم زوجۂ عمر جو اپنے بیٹے زید کے ساتھ ۴۹ھ مین فوت ہو گئین وہ ہرگز دختر

فاطمہ زہرا نہ تھین کوئی اور ام کلثوم تھین جنھین غلطی سے بنت فاطمہ سمجھا گیا ہے اور اس غلط فہمی کی وجہ یہ ہوئی کہ جناب عمر کے نکاح مین تین ام کلثوم تھین اول ام کلثوم جمیلہ بنت عاصم دوم ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط جس سے امام فخر الدین رازی نے بعد صلح حدیبیہ جناب عمر کا نکاح کرنا لکھا ہے سوم ام کلثوم ملیکہ بنت جرول جو ایام جاہلیت سے عمر کی زوجہ تھین جنسے عبد اللہ و زید پیدا ہوئے اور در حقیقت جس ام کلثوم سے .... ۱۷ھ مین جناب عمر کا نکاح کرنا بیان کیا گیا ہے اور اُنکی عمر چار یا پنج برس کی لکھی گئی ہے وہ جناب ابوبکر کی دختر نیک اختر تھین چنانچہ تاریخ طبری اور تاریخ کامل ابن اثیر اور استیعاب مین ہے کہ ۱۳ھ مین حضرت ابوبکر کی ایک لڑکی اُنکی وفات کے چھ دن بعد یا اُسی روز پیدا ہوئی تھی جس کا نام ام کلثوم رکھا گیا تھا اور جناب ابوبکر کی وفات کے بعد اُنکی زوجہ اسما بنت عمیس سے حضرت علیؑ نے نکاح کر لیا تھا چنانچہ اُنکے فرزند محمد بن ابوبکر نے جو اُسوقت دو ڈھائی برس کے تھے حضرت علیؑ ہی کے پاس پرورش پائی اسی ام کلثوم بنت ابوبکر کی عمر ۱۷ھ مین چار یا پنج برس کی ہوتی ہو اسی ام کلثوم دختر ابوبکر کے لئے حضرت عمر نے جناب عائشہ کے پاس بحیثیت بڑی بہن ہونے کے اپنے نکاح کا پیغام بھیجا تھا جسپر عائشہ راضی ہو گئین چنانچہ تاریخ کامل ابن اثیر اور استیعاب مین جناب عمر کا اسی ام کلثوم کے لئے پیغام عقد بھیجنا اور عائشہ کا راضی ہونا مذکور ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جناب عمر نے اسی ام کلثوم دختر ابوبکر سے نکاح کیا تھا اور چونکہ حضرت علیؑ نے ابوبکر کی زوجہ اسماء سے انکے مرنے کے بعد عقد کرلیا تھا اور اونکی اولاد کی پرورش بھی کی تھی اس لئے بہت ممکن ہے کہ ام کلثوم دختر ابوبکر حضرت علی کی بیٹی کہلائی جانے لگی ہو اور اسی وجہ سے بعض مورخین کو دھوکا ہو گیا ہو۔

(عقد شہربانو)

جناب شہربانو کے عقد امام حسینؑ مین آنے کے متعلق تاریخون مین تین قسم کی روایتین ملتی ہین۔

(۱) خلیفہ ثانی کے پاس فتح مدائن مین اسیر ہوکر آنا اور اُنکا بعنوان ہدیہ امام حسین علیہ السلام کی خدمت مین پیش کرنا۔ ملاحظہ ہو تاریخ روائح المصطفےٰ ترجمہ فتوح العجم واقدی۔

(۲) خلیفہ ثانی کے پاس فتح مدائن مین انکا اسیر ہوکر آنا اور جناب امیرؑ کا انکو خرید کر زوجیت امام حسینؑ مین دینا ملاحظہ ہو اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار ص ۱۹۹ مطبوعہ مصر و تاریخ خمیس ص ۲۱۹ جلد دوم مطبوعہ مصر تاریخ ابن خلکان جلد اول ص ۳۲۰ مطبوعہ مصر و نور الابصار ص ۱۲۶ مطبوعہ مصر و حبیب السیر جلد دوم جزو اول ص ۲۰ مطبوعہ بمبئی اور بحوالہ روائح المصطفےٰ ص ۶۸ تاریخ مرآۃ الجنان

یافعی و فصل الخطاب و روضۃ الاحباب۔

(۳) عہد خلافت ظاہری امیر المومنین علیہ السلام مین آنا اور آپکا اونکو زوجیت امام حسینؑ مین دینا ملاحظہ ہو روضۃ الصفا مطبوعہ نولکشور جلد ۳ ص۹ و جامع التواریخ مطبوع نولکشور ص۱۴۹ و عمدۃ الطالب مطبوع بمبئی ص۱۰۱ و کشف الغمہ عربی مطبوع ایران ص۲۰۱ اعلام الوری

ان روایات مین آنا تو مشترک ہے کہ ایران کے آخری بادشاہ یزدجرد بن شہریار کی ایک لڑکی کا عقد امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور امام زین العابدین علیہ السلام انھین سے پیدا ہوئے اختلاف جو کچھ ہے اسمین ہے کہ یہ کس عہد مین آئین عہد جناب عمر مین یا عہد جناب امیرؑ مین ؟ اس امر کے فیصلہ کے لئے حسب ذیل امور پر نظر کی جائے

(۱) معتبر تاریخون سے ثابت ہے کہ یزدجرد ابتدائے خلافت عمر مین جنگ قادسیہ سے کچھ پہلے سنہ ۱۴ھ کے شروع مین تخت نشین ہوا ہے ملاحظہ ہو تاریخ طبری جلد ۲ ص۱۶۹ مطبوعہ مصر و تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول ص۱۷۸ و تاریخ ابو الفداء جلد اول ص۵۶ مطبوعہ مصر و ابن خلدون بقیہ جلد ثانی ص۸۰ جنگ قادسیہ بنا بر اقوال اکثر مورخین و موافق تحقیق سنہ ۱۵ھ مین ہوئی ہے

(۲) وقت تخت نشینی یزدجرد کی عمر ۱۶ سال کی تھی ملاحظہ ہو تاریخ طبری جلد ۳ ص۱۸ مطبوع مصر و کامل ابن اثیر جلد ۲ ص۱۷۲ و ابن خلدون

بقیہ جلد ثانی صـ۹۱ و فتوحات اسلامیہ سید احمد وحلان جلد اول صـ۲۶ و مؤلف سیرت عمر مطبوعہ لاہور نے ۱۶ سال کی اور گبن اور اشنگٹن ایرونگ مؤرخین انگریزی نے ۱۵ سال کی لکھی ہے۔

(۳) تخت نشینی کے دو ہی برس بعد ماہ صفر ۱۶ھ مین فتح مدائن ہے ملاحظہ ہو۔

معجم البلدان جلد ہفتم صـ۴۱۳ مطبوعہ مصر و اردو ترجمہ فتوح العجم واقدی صـ۱۶۰ و تاریخ ابوالفداء جلد اول صـ۱۶۱ مطبوعہ مصر و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صـ۱۹۷ و ابن خلدون بقیہ جلد ۲ صـ۱۰۰ و فتوحات اسلامیہ جلد اول صـ۹۰ و طبری جلد ۴ صـ۱۶۸ اس حساب سے فتح مدائن کے وقت (شروع ۱۶ھ) مین یزدجرد کی عمر زیادہ سے زیادہ ۲۲ سال اور کم از کم ۱۷ سال کی ہوتی ہے اور شہربانو اگر پلوٹھی کی لڑکی بھی فرض کیجائین تو اونکی عمر زائد سے زائد پانچ چھ سال کی ہوتی ہے اس لئے کہ یزدجرد عرب جیسے گرم ملک کا رہنے والا نہ تھا کہ چودہ پندرہ سال کی عمر مین باپ بن سکتا بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ شہربانو کا سن صرف سال دو سال کا رہا ہو۔ پھر فرمایئے کہ فتح مدائن مین اُنکا اسیر ہو کر آنا جیساکہ روایت واقدی اور عمدۃ الطالب کی پہلی روایت مین ہے مذکورۂ ذیل خصوصیات کا لحاظ کرتے ہوئے بعید از عقل ہے یا نہین۔ پھر جبکہ تاریخ مین حسب ذیل واقعات پر نظر پڑتی ہے۔

(۱) بحکم عمر ایک شخص نے شہر بانو کا زیور اوتارنا چاہا تو شہر بانو مشتے بروے زد کہ آن شخص بر رو افتاد

(۲) جناب عمر یہ سوچ ہی رہے تھے کہ شہر بانو کس کو دی جائیں۔ دران اثنا نگاہے بجانب دختر نمودہ دید کہ پوشیدہ نگاہے بحسین بن علی علیہما السلام دارد امیر المومنین (عمر) بخندید و گفت این دختر جفت خود خود پسند نمود

(۳) جناب عمر نے بطور ہدیہ خدمت امام حسینؑ مین جب اونھین پیش کیا ہے تو امام حسین علیہ السلام از شرم سر پائین گذاشت (روائح المصطفے من ازہار المرتضیٰ ص۷۹ و ترجمہ فتوح واقدی)

(۴) شہر بانو تین بہنین تھین عمر نے جب کشف نقاب کا حکم دیا ہے تاکہ مسلمان اونھین اچھی طرح دیکھکر قیمت مین زیادتی کرین۔

فامتنعن من کشف نقابھن	تینون بہنون نے کشف نقاب سے انکار کیا
ووکزن المنادی فی صدرہ	اور اُنھون نے منادی کے سینہ پر گھونسے
فغضب عمر واراد ان یعلوھن	مارے جسپر عمر غضبناک ہوئے اور چاہا
بالدرۃ۔	کہ اونکو درہ سے سزا دیجائے

(اسعاف الراغبین بر حاشیۂ نور الابصار ص۱۹۹ والسیرۃ الحلبیہ)

خصوصیات مذکورہ کا خلاصہ یہ ہوا۔

۱۔ شہر بانو اتنی قوی تھین کہ زیور چھیننے والا مرد ایک طمانچہ مین اُلٹ گیا

۲ اپنی زوجیت کے لئے مناسب شخص تجویز کرنا اور وزدیدہ نگاہ کرنا ۳ امام حسینؑ کا شرم سے سر جھکانا جو دلیل تزویج ہے۔ ۴ کشف نقاب سے تینون بہنون کا مانع ہونا اور ہر ایک کا منادی کو گھونسے مارنا اور عمر کا آمادۂ قصاص ہونا جو نابالغون سے نہین لیا جاتا۔

اِن امور کو دیکھتے ہوئے کون شخص کہہ سکتا ہے کہ سال دو سال کی لڑکی یا زائد سے زائد چار چھ سال کی لڑکی سے ایسے امور صادر ہو سکتے ہین درانحالیکہ تین بہنون مین جب بڑی شہر بانو قرار دی جائین تو چھ برس کی ہوتی ہین اور دو بہنین اون سے چھوٹی دو تین برس تک کی ہوتی ہین پھر تینون بہنون کا کشف نقاب سے منادی کو روکنا اور اوس کے سینہ پر گھونسے مارنا اور پھر جناب عمر کا اوسسے قصاص لینا اور درہ کی سزا تجویز کرنا کہان تک درست ہو سکتا ہے۔

لہذا تسلیم کرنا پڑے گا کہ شہر بانو جناب عمر کے عہد مین نہین آئین بلکہ جناب امیر علیہ السلام کی خلافت ظاہری کے زمانہ مین آئین تاکہ مذکورہ بالا خصوصیات درست ہو سکین جیسا کہ تاریخ روضۃ الصفا و عمدۃ الطالب و جامع التواریخ وغیرہ کے روایات سے واضح ہے جو نمبر ۳ مین مع حوالہ پیش کر دی گئین۔



(ایمان ابوطالب)

حضرات شیعہ جناب ابوطالب کو مومن سمجھتے ہین اور انکا اعتقاد ہے کہ وہ حالت ایمان پر دنیا سے منتقل ہوئے۔

حضرات اہلسنت اس مسئلہ مین بھی متحد ہین چنانچہ تاریخ ابوالفداء صہ ١٢٠ جلد اول و اسنی المطالب صہ ١٠ مطبوعہ مصر مین جناب ابوطالب کے یہ اشعار موجود ہین جو حضرت ابوطالب کے ایمان کا بین ثبوت ہین

ودعوتنی وعلمت انک صادق ولقد صدقت وکنت ثم امینا

ولقد علمت بان دین محمد من خیر ادیان البریۃ دینا

واللہ لن یصلوا الیک بجمعہم حتی اوسد فی التراب دفینا

اے محمد تم نے مجھے دین اسلام کی طرف بلایا اور مین نے سمجھ لیا کہ درحقیقت تم صادق القول اور امانت دار ہو اور بے شک مجھے یقین ہوگیا کہ دین محمدی تمام دنیا کے دینون سے بہتر ہے۔ خدا کی قسم جبتک مین زندہ ہون قریش مین سے کوئی تمھارا کچھ نہین کر سکتا ان اشعار کے متعلق مولف ابوالفدا تحریر فرماتے ہین کہ یہ اشعار جناب ابوطالب کے ایمان اور تصدیق رسالت کی دلیل ہین۔

نیز اسنی المطالب صہ ١ مطبوعہ مصر السیرۃ الحلبیہ جلد اول صہ ٢٨٢ مین ہے

الم تعلموا انا وجدنا محمدا رسولا کموسی صح ذلک فی الکتب

کیا تم نہین جانتے کہ ہم نے محمدؐ کو موسیٰ کی طرح رسول سمجھا ہے اور آپکی نبوت کتب قدیمہ کی پیشینگوئیون سے ثابت ہو چکی ہے۔

نیز اسنی المطالب ص۴ مطبوعہ مصر مین ہے۔

قال ابن حجر فی شرح الاربعین ان لکل من الائمۃ الاربعۃ قولا بانہ مومن۔

ابن حجر نے شرح اربعین مین تحریر فرمایا ہے کہ ائمہ اربعہ یعنی امام شافعی امام ابوحنیفہ امام احمد بن حنبل امام مالک کا قول ہے کہ ابوطالب مومن تھے۔

نیز اسنی المطالب ص۱۱ مطبوعہ مصر مین جناب ابوطالب کے اشعار نقل کرنے کے بعد یہ عبارت مذکور ہے۔

وھو کلام صریح فی انہ مصدق بنبوتہ و مومن بہ

یہ کلام اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ نے تصدیق رسالت کی اور آپ مومن تھے۔

نیز اسنی المطالب ص۳۲ مطبوعہ مصر مین ہے

ان کثیرا من اھل السنۃ والجماعۃ یعتقدون بنجاتہ تبعا لما جاء فی ذلک ولما نقلہ الجہابذۃ الفخام

اکثر اہل سنت وجماعت کا اعتقاد ہے کہ ابوطالب ناجی ہین اور اسکی دلیل وہ اخبار اور احادیث ہیں کہ جو اکثر

المحققون بان تتخذ واجبة	متعلق مذکور ہین اور نیز اسکی دلیل
للخلق لدى الملك العلام وهم	اون جلیل القدر بزرگ مسلم الثبوت
الامام السبكى والامام القرطبى	علمائے اہل سنت کے اقوال ہین کہ
والامام الشعرانى رحمهم الله تعالى	جو اس بات کے مستحق ہین کہ خدا کے
على الدوام ان الله احيى اباطالب	نزدیک حجت خلق قرار دیئے جائین
وامن بالمصطفى ومات مسلما	اور اُن حضرات کے اسمائے گرامی یہ
قال الامام المحقق السحيمى بعد	ہین امام سبکی، امام قرطبی، امام شعرانی
نقله ذلك وهذا هو الذى	بیشک خدا نے ابوطالب کو زندہ رکھا
اعتقده والقى الله به	اور وہ محمد مصطفٰے پر ایمان لائے

اور حالت اسلام مین انتقال فرمایا امام محقق سحیمی اس کے بعد تحریر فرماتے ہین کہ یہی وہ عقیدہ ہے کہ جس کا مین معتقد ہون اور اسی اعتقاد کے ساتھ خدا کے سامنے جاؤن گا۔

نیز اسنی المطالب صــ۳۲ طبع مصر مین شرح شہاب الدین ابن دحشی سے منقول ہے۔

قال ابو طاهر من ابغض اباطالب	ابو طاہر نے کہا ہے کہ جو شخص ابوطالب
فهو كافر بالله عز وجل	سے بغض رکھے وہ کافر ہے۔

اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ کی تربیت جناب ابوطالبؑ نے

کی اور برابر آپکی مدد فرماتے تھے بلکہ اپنے بچون سے زائد محبوب رکھتے چنانچہ مقام خوف مین اپنے بچون کو سلا دیتے تھے اور آنحضرتؐ کو وہان سے لیجاکر مقام حفاظت مین سلاتے تھے ابوطالب کے سوا آپ کا کوئی ناصرو مددگار نہ تھا کہ جس پر آپکی حفاظت کا اعتماد کیا جاسکے چنانچہ جناب ابوطالب کے انتقال کے بعد آنحضرتؐ کو مکہ معظمہ سے ہجرت کرنا پڑی جیسا کہ طبری جلد اول جزو ۲ صفحہ ۲۲۹ السیرۃ الحلبیہ جلد اول صفحہ ۳۵۳ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی مضامین ہے کہ وفات ابوطالب کے بعد آنحضرت کو وحی پہونچی کہ اب مکہ معظمہ چھوڑ دو کیونکہ اب تمھارا یہان کوئی ناصر و مددگار نہین رہا نیز آیہ

الم یجدك یتیما فاوی (اے رسول کیا خدا نے تمھین یتیم پاکر پناہ نہین دی یعنی ضرور دی) کی تفسیر مین ہے۔

اوی فی کنف ابی طالب تمھین ابوطالب کی حفاظت و تربیت مین رکھا۔

پس جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ ابوطالب نے آنحضرتؐ کی حفاظت و نصرت و تربیت فرمائی تو اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ جناب ابوطالبؑ مومن تھے کیونکہ خدا نے گمراہ لوگون کے ذریعہ سے آنحضرت کی مدد کرنے سے انکار فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے (سورۂ کہف)

وماکنت متخذ المضلین عضدا | مین گمراہ لوگون کے ذریعہ سے مدد
کرنے والا نہین۔

نیز اسنی المطالب ص۵ مطبوعہ مصر مین آئیہ

فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ و	(وہ لوگ جو آنحضرت پر ایمان لائے
نصروہ واتبعوا النور الذی انزل	اور آپکی نصرت ومدد کی اور خدا کے
معہ اولئک ھم المفلحون	نازل کردہ نور کا اتباع کیا یہی لوگ

فلاح یافتہ ہین) سے ایمان ابوطالب پر دلیل پیش کی ہے چنانچہ تحریر فرماتے ہین۔

وقد صدقہ ابوطالب ونصرہ	جناب ابوطالب نے آنحضرت کی
بما اشتھر وعلم ونابذ قریشا بسببہ	تصدیق بھی کی اور مدد بھی فرمائی
بما لا ینکرہ احد من نقلۃ الاخبار	اور قریش سے آنحضرت ہی کی
فیکون من المفلحین	وجہ سے مقابلہ بھی کیا جو اسقدر مشہور

ومعروف ہے کہ جس کا کوئی انکار نہین کرسکتا۔ پس آپ فلاح پانے والے لوگون مین سے ہین۔

نیز صاحب اسنی المطالب تحریر فرماتے ہین کہ چونکہ ابوطالب آنحضرت کی حفاظت ومدد کی وجہ سے حسب مصلحت وموقع اپنے ایمان کا اظہار نہین فرماتے تھے اس لئے بعض لوگون کو ایمان ابوطالب مین شبہہ ہوگیا

اور یہ کوئی عیب نہین ہے جیسا کہ قرآن مین مومن آل فرعون کی مدح ہو کہ جو حسب مصلحت اپنے ایمان کو چھپاتا تھا۔

(عزاداری)

حضرات شیعہ فرزند رسول ص کے جانکاہ غم مین آنسو بہاتے ہین مرثیہ پڑھتے ہین ماتم کرتے ہین ذوالجناح و علم و تعزیہ بناتے ہین اور ان چیزون کو قابل تعظیم سمجھکر بوسہ دیتے ہین حضرات اہلسنت ان تمام امور مین متحد ہین چنانچہ بالتفصیل لکھا جاتا ہے۔

بکاء علی الحسین ع

قبل واقعہ کربلا آنحضرت کی حالت کتاب غنیہ ص ۶۸۳ صواعق محرقہ ص ۱۱۵ المسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۸۵ مشکوۃ ص ۵۴۸ وغیرہ مین ہے کہ آنحضرت اپنے فرزند حسین کو سینہ سے لگائے ہوئے تھے کہ جبرئیل امین نے آکر یہ خبر دی کہ یہ آپکا بچہ میدان کربلا مین قتل کیا جائے گا اور قتل گاہ کی مٹی بھی دی آنحضرت یہ سنکر اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤن سے تر ہو گئی۔



روز عاشور پیغمبر اسلام کی حالت

مسند امام احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۲۸۳ صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۵ سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صفحہ ۸ اسعاف الراغبین صفحہ ۱۸۳ ینابیع المودۃ صفحہ ۲۸۹ تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۵ نیز مشکوۃ و ترمذی مین۔ ابن عباس و ام سلمہ سے مروی ہے کہ روز عاشور محرم آنحضرتؐ اپنی ریش مبارک و سر اقدس پر خاک ڈالے ہوئے ہو پریشان آنکھون سے آنسو جاری دست مبارک مین ایک شیشی لئے ہوئے تھے جسمین حسینؑ اور اُنکے رفقاء کا خون بھرا ہوا تھا۔

رنج و مصیبت کے وقت سرون پر خاک اوڑانا فعل اصحاب سے بھی ثابت ہے چنانچہ استیعاب کتاب النساء باب الحاء جلد دوم صفحہ ۷۳۴ نمبر اسم ۳۲۴۸ مین ہے کہ جب آنحضرت نے جناب عمر کی صاحبزادی حفصہ کو طلاق دے دیا تو جناب عمر نے اپنے سر پر خاک اُڑائی۔

(بعد شہادت حسینؑ دنیا کی حالت)

صواعق محرقہ صفحہ ۱۱۶ سر الشہادتین شاہ عبد العزیز صفحہ ۵ و ۶ اسعاف الراغبین صفحہ ۱۹۱ ینابیع المودۃ صفحہ ۲۹۱ مین ہے کہ فرزند رسولؐ کی شہادت کے بعد زمین سے لہو اُبلنے لگا آسمان سے خون برسا حورین اور جنات نوحہ و بکا کرنے لگے دنیا

اس قدر تاریک ہوگئی کہ دن مین ستارے نظر آنے لگے - آفتاب کو گہن لگ گیا - ستارے آپس مین ٹکرانے لگے اور دیوار پر خون آلودہ چادرین معلوم ہوتی تھین لوگون نے یہ گمان کیا کہ قیامت قائم ہوگئی اور یہ سب باتین اسلئے ہوئین کہ حاضر و غائب سب اس واقعہ پر مطلع ہوجائین بلکہ اس لئے ہوئین کہ ان واقعات ہائلہ پر امت مین قیامت تک گریہ و بکاء و مجالس ذکر جاری رہین اسی لئے اس واقعۂ جانکاہ کی شہرت زمین و آسمان جن و انس ہر ناطق و صامت تک پہونچی -

(گریۂ وزاری اور صدر اسلام)

کتاب استیعاب حرف زا باب زید بن حارثہ مین ہے کہ جب آنحضرتؐ کے پاس خبر شہادت جعفر و زید آئی تو گریۂ و بکا کیا اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ دونو میرے بھائی اور میرے انیس تھے صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۱ مصر مین ہے کہ آپ اپنے فرزند ابراہیم پر رو رہے تھے کہ عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ آپ یا حضرت! آپ تو رسول ہین - اسکے جواب مین حضرت نے فرمایا کہ رونا رحم کی وجہ سے ہے پھر اُسنے کہا - اس پر آپ نے فرمایا کہ اے عبدالرحمٰن آنکھ ضرور روئے گی اور دل ضرور رنجیدہ ہوگا -

صحیح بخاری جلد اول صفحہ ۱۵۱ مصر باب البکاء عند المریض مین ہے

کہ حضرت مع اصحاب سعد بن عبادہ کی عیادت کے لئے گئے اون کے گھر پر لوگون کا انبوہ تھا حضرت نے سمجھا کہ شاید اونکا انتقال ہوگیا دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ابھی انتقال نہین ہوا ہے حضرت نے رونا شروع کیا اور آنحضرتؐ کو دیکھکر اصحاب بھی رونے لگے ۔

صحیح بخاری جلد اول صہ ۱۴۷ مصر انس کہتے ہین کہ ہم وقت واقعہ دختر رسول حاضر تھے پیغمبر خدا قبر پر تشریف فرما تھے اور دونو آنکھون سے آنسو جاری تھے ۔

صحیح نسائی جلد دوم صہ ۲۸۶ ابوہریرہ سے منقول ہے کہ آنحضرت نے اپنی مادر گرامی کی قبر کی زیارت کی تو خود بھی روئے اور گرد بیٹھنے والون کو بھی رولایا ۔

صحیح بخاری جلد اول باب الدخول علی المیت صہ ۱۴۳ مصر جناب ابوبکر آنحضرت پر روئے صحیح بخاری جلد اول صہ ۱۴۳ جابر بن عبد اللہ انصاری آنحضرت کے سامنے اپنے باپ پر روئے صحیح بخاری جلد اول صہ ۱۴۹ بنت عمر یا خواہر عمر جابر کے باپ پر روئین ۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ زنان انصار جناب حمزہ پر روئین اور شام سے صبح تک روتی رہین آنحضرتؐ نے انکے لئے فرمایا کہ اے رونے والیو خدا تم سے خوش ہوگیا نیز تمام مسلمین وقت دفن جناب حمزہ بحضور آنحضرتؐ

اُنپر بہت روئے۔

رونے کے متعلق جو یہ بات مشہور ہے کہ رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہے یہ قطعاً غلط ہے کیونکہ صحیح بخاری جلد اول صہ ۴۹ امطبوع مصر مین جناب عائشہ سے مروی ہے وہ فرماتی ہین کہ اس مطلب کے سمجھانے کے لئے قرآن بہت کافی ہے خدا فرماتا ہے

ولا تزر وازرۃ وزر اخرٰی ایک کا بوجھ دوسرا نہین اٹھاتا۔

پھر جب ایسا ہے تو رونے والون کی بلا مردے کے سر کیون جانے لگی۔

(نوحہ وماتم)

مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ صہ ۲۷۴ سطر ۱۷ مطبوعہ مصر مین ہے کہ آنحضرتؐ کے انتقال پر جناب ام المومنین بی بی عائشہ نے ماتم کیا اور اپنا سر وسینہ پیٹا

مدارج النبوۃ مین ہے کہ جب آنحضرتؐ نے اپنی شدت تکلیف کی وجہ سے بلال کی معرفت جناب ابوبکر کے پاس کہلا بھیجا کہ وہ نماز پڑھادین

پس بیرون آمد بلال دست بہ سر زنان و فریاد کنان (بلال سر پیٹتے ہوئے اور فریاد کرتے ہوئے گھر سے باہر برآمد ہوئے) اور جب جناب ابوبکر نے یہ سنا تو سخت اندوہگین ہوئے۔ دخود رائے پس بروئے افتاد (اور آپنے منھ کے بھل دھڑ سے دے مارا)

نیز مدارج النبوۃ ہی مین ہے کہ جب جنگ احد مین آنحضرتؐ کے قتل کی خبر شیطان نے مشہور کی اور یہ خبر مدینہ تک پہونچی تو زنان ہاشمیہ پر اس کا سخت اثر ہوا یہانتک کہ جناب فاطمہ زہرا چون این آواز شنید دست برسر زنان از خانہ بیرون دوید (جناب فاطمہ نے جب یہ آواز سنی تو سر پیٹتی ہوئی گھر سے باہر نکل پڑین)

صحیح بخاری جلد ۶ صہ ۱۴ مطبوعہ بمبئی مین ہے کہ جناب ابوبکر نے وفات آنحضرتؐ پر اپنے کو دھڑ سے دے مارا۔

فتح الباری شرح صحیح بخاری مین ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت مین سر کے بال نوچتا ہوا سینہ زنی کرتا ہوا آیا اور بروایت محمد بن حفصہ منہ پر طمانچے بھی مارتا ہوا آیا اور آنحضرتؐ سے عرض کی یا رسول اللہؐ مین ہلاک ہوگیا مجھ پر مصیبت ٹوٹ پڑی۔

آنحضرت کے سامنے یہ واقعہ ہوا اور آنحضرتؐ نے منع نہین فرمایا لہذا جائز۔

(مرثیہ گوئی اور اصحاب رسول)

مدارج النبوۃ صہ ۵۲۵ مین ہے "ہر کدام از اہلبیت آنحضرتؐ و صحابہ عظام مرثیہ در وفات آنحضرت در سلک انتظام کشیدند۔ یعنی آنحضرت کی

وفات پر تمام اہلبیت اور جمیع اصحاب نے مرثیے کہے۔

مدارج النبوۃ صفحہ ۶۵ مین ہے کہ جناب عمر بن خطاب نے عروہ ابن مسعود کی وفات پر مرثیہ کہا۔

روضۃ الاحباب مین ہے کہ جناب ابوبکر نے صفیہ بنت عبدالمطلب کا مرثیہ کہا۔

جناب امام شافعی کا مرثیہ ملاحظہ ہو ینابیع المودۃ صفحہ ۲۹۷ طبع بمبئی۔

تاوب ہمی والفواد کئیب ۔۔۔ وارق عینی والرقاد غریب

میرا غم ابھر آیا اور دل غمگین ہے جس نے میری آنکھون کو بیدار کر دیا ہے اور نیند نایاب ہو گئی ہے۔

تزلزلت الدنیا لآل محمدؐ ۔۔۔ وکادت لھم صم الجبال تذوب

دنیا آل محمد کی وجہ سے زلزلہ مین آگئی ہے اور قریب ہے کہ بڑے بڑے سخت پہاڑ پگھل جائین۔

فمن مبلغ عنی الحسین رسالۃ ۔۔۔ وان کرھتھا انفس وقلوب

کون ایسا ہے جو حسین کو میری طرف سے میرا پیغام پہونچا دے اگرچہ لوگ اس بات کو ناپسند کرین۔

قتیل بلاجرم کان قمیصہ ۔۔۔ صبیغ بماء الارجوان خضیب

حسینؑ بلاجرم شہید ہوئے آنکی قمیص سرخ رنگ کے خون سے رنگین ہے۔

یصلی علی المختار من آل ھاشم ویودی الذا بن انّ ذا العجیب

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ آل ہاشم کے مختار یعنی نبیؐ پر درود بھیجا جاتا ہے اور اونہی کے فرزند کو قتل کرتے ہین۔

لئن کان ذنبا حب آل محمد فذلک ذنب لست عنہا توب

اگر آل محمد سے محبت رکھنا گناہ ہے تو یہ ایسا گناہ ہے جس سے مین کبھی توبہ نہ کرون گا۔

ھم شفعائی یوم حشری وموقفی وحبھم للشافعی ذنوب

یہی لوگ تو میرے شفیع ہین روز محشر اور انھین سے محبت رکھنا شافعی کے لئے گناہ کہا جاتا ہے۔

(ضریح و تعزیہ ذوالجناح)

تعزیہ و ضریح نقل ہے روضۂ مبارکہ سید الشہداء کی اور بیجان کی شبیہ ہے جو باتفاق اہلسنت جائز ہے بلکہ مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۲۷۲ اور جمع بین الصحیحین و نیز جامع الاصول و سنن ابوداؤد و فردوس اسیر مصباح الزیت صفحہ ۴۶ پر بحوالہ مدارج النبوۃ منقول ہے کہ جب آنحضرتؐ جنگ تبوک سے واپس آئے تو عائشہ کی گڑیون کا پردہ ہوا سے اڑ گیا آنحضرتؐ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جناب عائشہ نے کہا کہ یہ گڑیان ہین اور اُنکے درمیان

مین ایک پردار گھوڑا بھی تھا حضرت ز پوچھا کہ کیا گھوڑے کے پر بھی ہوتے
ہین عائشہ نے کہا کیا آپکو معلوم نہین حضرت سلیمان کے گھوڑے کی پر
تھے یہ سنکر آنحضرت ہنس دیئے یہانتک کہ آپکے دندان مبارک ظاہر ہوگئے
یہ واقعہ ۹ھ کا ہے کہ جس وقت جناب عائشہ کی عمر ۱۷ سال سے
کچھ اونچی تھی۔

ذوالجناح مین کوئی خاص تصویر نہین بنائی جاتی ہے بلکہ گھوڑے پر
زین چارجامہ وغیرہ مین ذوالجناح فرزند رسول سے مشابہت مقصود
ہوتی ہے تاکہ اسکی وفاداری کا بھی ذکر ہوجائے اور اس مین کوئی عیب
نہین خدا نے تو وفاداری کی وجہ سے قرآن مین اصحاب کہف کے کتے
کا ذکر تک کیا ہے۔

اسکے علاوہ خود آنحضرتؐ روز عید حسینؑ کے لئے شبیہ مرکب بنکر
جواز شبیہ مرکب حسین پر روشنی ڈال گئے۔

(تعظیم واحترام ضریح وعلم وغیرہ)

اس مین بھی کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ یہ ایک بزرگ و محترم روضہ
کی نقل ہے جو فرزند رسولؐ کی طرف منسوب ہے جیسا کہ مسجد کی تعظیم قرآن
کی تعظیم غلاف قرآن کا احترام بلکہ فتاوی عالمگیری اور مطالب المومنین

مین ہے کہ ایک شخص آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ مین نے قسم کھائی ہے کہ حور کی پیشانی اور جنت کی چوکھٹ پر بوسہ دونگا اب مین کیا کرون آپ نے فرمایا کہ جا مان کے قدم اور باپ کی پیشانی پر بوسہ دے اُس نے کہا کہ وہ فوت ہوگئے آپ نے فرمایا کہ جا اون کی قبرون پر بوسہ دے اوس نے کہا کہ نشان قبر مٹ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ دو نشان بنا لے اور بوسہ دے تاکہ تیری قسم نہ ٹوٹے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بوسہ دینا جائز ہے اگر جائز نہوتا تو ہرگز آنحضرتؐ حکم نہ دیتے کیونکہ حرام شے قسم کی وجہ سے جائز نہین ہوتی ہے ورنہ اگر کوئی شراب پینے کی قسم کھالے تو کیا جائز ہوجائیگی اِس حدیث سے شبیہ بنانے کا جواز بھی ثابت ہوجاتا ہے

واقعہ کربلا اور کتب سالفہ کی پیشینگوئیان

توریت کتاب الاحبار صـ۲۳ـ ونیز توریت کتاب یرمیاہ باب ۴۶ مین ہے بعینہ عبارت ملاحظہ ہو۔

پھر خدا نے موسیٰ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اوس مہینے کے دسوین روز کفارہ دینے کا دن ہوگا تمھاری مقدس جماعت ہوگی تم اوس دن آپکو غمزدہ بنائیو تم عین اوسی دن کوئی کام نہ کرنا جو کوئی انسان اوس دن

غمگین نہو جائے گا وہ اپنی قوم سے کٹ جائیگا اور جو انسان مین اُسی دن کوئی کام کرے گا مین اُس انسان کو اوسکی قوم سے فنا کردون گا تم کسی طرح کا کام مت کرنا یہ تمھارے سارے گھرون مین تمھارے قرنون کے لئے قانون ابدی ہوگا تم اوس مہینہ کے نوین دن کی شام سے دوسری شام تک اپنے آرام کا وقت چھوڑ دیجیو۔ کیونکہ یہ خداوند رب الافواج کا دن ہے اور تلوار کھا جائیگی اور سیر ہوگی اور اُنکا لہو پی کر مست ہوگی کیونکہ خداوند رب الافواج کے لئے اوتر کی سرزمین مین دریائے فرات کے کنارے ایک ذبیحہ مقرر ہے۔

نتیجۂ کلام

حضرات! زیادہ تر یہی مسائل وہ مین جو شیعہ سنی مین مایۂ نزاع اور مرکز اختلاف سمجھے جاتے ہین اور ہم نے ہر مسئلہ مین علمائے اہل سنت کے اقوال اور مستند روایات سے یہ ثابت کر دیا ہو کہ اُن مین سے کسی مسئلہ مین بھی اہلسنت کے لئے شیعون کی ہمنوائی کا ناممکن نہین ہو بلکہ ہر مسئلہ مین شیعون کے ساتھ اہلسنت کی آوازین ہم آہنگ نظر آتی ہین، ایسی صورت مین کیا افسوس کی بات نہین کہ یہ تفرقہ جس نے ملت اسلامیہ کی بنیادون کو کھوکھلا کر دیا ہے باقی رکھا جائے اور کیون نہ تمام مسلمان ایک نقطۂ اتحاد پر جمع ہو کر وحدت اسلامی کا مظاہرہ کرین ؎

یارب این آرزوے من چہ خوش است تو بآین آرزو مرا برسان

احقر محمد بشیر عفی عنہ

حجج و بینات

اپنی نوعیت کی پہلی کتاب جو عالم اسلام میں [illegible] گذشتہ
عراق میں شاہد مشاہد ائمہ معصومین سلام اللہ علیہم سے جو حیرت انگیز مظاہر قدرت
یعنی معجزات [illegible] کے مستند تفصیلی واقعات ذاتی تحقیقات [illegible]
سے تصدیق شدہ [illegible] ایک [illegible] تالیف کر کے دکھنے میں [illegible]
[illegible] تصدیق [illegible] ہم کے [illegible]
میں [illegible] کتاب [illegible] سید علی النقی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سید ابن حسن سکریٹری امامیہ مشن لکھنؤ

یا قومنا اجیبوا داعی اللہ

اے قوم جواب دے خدا کی طرف پکارنے والے کا

برادران ایمانی سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امامیہ مشن کی خدمات آپ حضرات کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہیں اگر آپ اس کام کو ضروری خیال فرماتے ہوں تو پھر ہماری کسی ممکن امداد سے دریغ نہ فرمائیے اور کم سے کم ممبر ہی بنکر ہماری تقویت کا سبب بنیے۔ جو حضرات ایک روپیہ سالانہ چندہ مرحمت فرمادیں گے اُن کو ممبر بننے کے بعد جو رسالہ شائع ہوگا وہ نصف قیمت پر دیا جاوے گا اور جو حضرات پانچ روپیہ سالانہ چندہ مرحمت فرماوینگے اُن کو کل رسائل جو اب تک شائع ہو چکے ہیں و نیز جو آیندہ شائع ہوں گے بلا قیمت ارسال کئے جاوینگے۔ فقط

الداعی ــــــــــــــــ الی الخیر

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری جنرل سکریٹری

امامیہ مشن حسین آباد۔ لکھنؤ